ماہنامہ
پاک جمہوریت
لاہور
نیا سال مبارک

صدر جنرل پرویز مشرف سے وزیرِ اعظم شوکت عزیز کی ملاقات

11 دسمبر 2004

صدر جنرل پرویز مشرف اور وزیرِ اعظم شوکت عزیز لوکل گورنمنٹ سسٹم پر میٹنگ کے دوران 28 دسمبر 2004ء

صدر جنرل پرویز مشرف قوم سے خطاب کر رہے ہیں۔ 30 دسمبر 2004ء

ماہنامہ
پاک جمہوریت
لاہور

ادارہ مطبوعات پاکستان

ریجنل پبلی کیشنز آفس
ڈائریکٹوریٹ جنرل آف فلمز اینڈ پبلیکیشنز
32-A حبیب اللہ روڈ
لاہور
فون 042-6305316 , 042-6305906
جنوری 2005

قیمت عام شمارہ 10 روپے
زرسالانہ 100 روپے

نگران اعلیٰ میاں شفیع الدین
نگران مہتاب خان
مدیر اعلیٰ پروین ملک
مدیر سید عاصم حسنین
انتظام: ارم ظفر

جلد 46 شمارہ نمبر 1 رجسٹرڈ نمبر LRL 82

حکومت پنجاب، سندھ، سرحد اور بلوچستان کے محکمہ تعلیم کی طرف سے سکولوں اور لائبریریوں کے لئے منظور شدہ

تزئین: محمد یونس کمپوزنگ: محمد یونس، محمد ناصر، نصرت جہاں

ادارہ مطبوعات پاکستان نے فریدیہ آرٹ پریس انٹرنیشنل چوک سردار چیل لاہور سے چھپوا کر A-32 حبیب اللہ روڈ لاہور سے شائع کیا

فہرست

جنوری 2005ء

حمد	انورندیم	۳
نعت	خورشید بیگ میلسوی	۳
عملِ صالح	حکیم محمد سعید مرحوم	۴
حضرت خواجہ فقیر محمد چوراہی	رانا طاہر داؤد خاں	۷
پاک بحریہ قومی تعمیر و ترقی میں شانہ بشانہ	سعد غفار	۱۰
کشمیر......تاریخ کے دریچے سے	سلطان محمد صابر	۱۶
مجاہدانِ کشمیر سے	پروفیسر شاہ محمد سبطین شاہجہانی	۲۰
باغِ پاکستان کے پھول	محمد سہیل قیصر ہاشمی	۲۱
دنیا میں کون کب نیا سال مناتا ہے	سائرہ گلزار	۲۷
سالِ نو	ماریہ بابر	۲۸
گوشت کا صحیح استعمال	نسرین اختر	۲۹
گوشت کے پکوان	بشکریہ ہمدرد	۳۳
مچھلی کھایئے' بیماریاں بھگایئے	شیخ عبدالحمید صابر	۳۴
آنکھوں کی حفاظت کیجئے	ڈاکٹر وجاہت لطیف	۳۶
زرعی انقلاب کے سنگِ میل	آغا جہاں زیب	۳۹
اپنے استاد کا کہنا مانو	بشیر رحمانی	۴۲
پاک وطن	تاج انصاری	۴۲
بچوں پر والدین کے اختلافات کا اثر	میاں غلام رسول	۴۳
غلطی کا انجام	فریال خان	۴۵
سزا	نوال	۴۷
لطائف	مبین یونس	۴۸

سرورق: مبین

انور ندیم

حمد

سب کائنات مولا تیری بڑی حسیں ہے
سورج یہ چاند تارے کیا آسماں، زمیں ہے

کیوں زور سے خدایا تیری ذات کو پکاروں
شہ رگ سے میری مولا تیری ذات جب قریں ہے

کسی اور در پہ کیسے سجدے لٹاؤں اپنے
تیرے سوا تو کوئی مشکل کشا نہیں ہے

محفل تیرے بندوں کی اور ذکر ہے تیرا
انور بھی یہیں بیٹھا، کہیں گوشہ نشیں ہے

خورشید بیگ میلسوی

نعت

راحتِ قلب و نظر ہے رُخِ زیبا تیراؐ
قبلۂ اہلِ محبت ہے مدینہ تیراؐ
درحقیقت ہے یہی حاصلِ تکمیلِ دُعا
ہو دمِ مرگ مرے سامنے روضہ تیراؐ
کس قلم سے ہو رقم رفعت و عظمت تیریؐ
کس زباں سے ہو بیاں حُسنِ سراپا تیراؐ
تیریؐ پرواز، تخیل کی حدوں سے بالا
پرِ جبریل پہ لکھا ہے قصیدہ تیراؐ
تُو مری فکر کا محور ہے سخن کا حاصل
کیوں نہ ہو وردِ زُباں ذکر ہمیشہ تیراؐ
میرے سینے میں درُودوں کا حرم ہے آباد
میری آنکھوں میں فروزاں ہے مدینہ تیراؐ
تیرےؐ الفاظ ہیں آیاتِ مقدس کی مثال
جادۂ فکر ہے ہر نقشِ کفِ پا تیراؐ
چشمِ خورشید و مہ و نجم ہے محوِ حیرت
ضوفشاں دیکھ کے حُسنِ رُخِ زیبا تیراؐ

عملِ صالح

حکیم محمد سعید مرحوم

اللہ تبارک وتعالیٰ خالق ہمہ جہاں ہے۔ زمین و آسمان اور اس کے آگے کے سارے جہاں اللہ تعالیٰ نے پیدا کیے ہیں اور ان سارے جہانوں کی ہر ہر چیز اس نے بنائی ہے۔ چاند، سورج، ستارے اور سیارے، زمین و آسمان سب کو ا کیا ہے اور ان سب جہانوں میں رہنے بسنے والی ہر شے اور ہر مخلوق اپنے خالق کو جانتی ہے۔ فرشتے ہوں یا انسان، حیوان ہوں یا اشیاء بے جان، ان سب کو اللہ نے پیدا کیا اور ایک نظم قائم کیا ہے کہ ہر شے اس نظم اور نظام کے تابع ہے۔ یہ چاند اور سورج ایک نظام کے تحت ہیں اور کیا مجال کہ ان کی گردش میں کوئی فرق آ جائے۔ ستاروں اور سیاروں کا بھی ایک مقررہ نظام ہے۔ آسمانوں کا بھی ایک نظام ہے اور اس زمین کا بھی ایک نظام ہے، جس پر انسان آباد ہے اور لاکھوں سال سے آباد ہے۔ اس انسان کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔ ہر مخلوق کا خالق اللہ تعالیٰ ہے، انسان کی زندگی اور انسان کی موت بھی اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ کوئی انسان اپنی مرضی سے پیدا نہیں ہوا اور نہ اپنے ارادے سے مرتا ہے۔ پس جو خالق ہے اور موت و زندگی پر کلیتہً قادر ہے، وہی حاکمِ کُل ہے۔ اس دنیا و مافیہا پر حکومت صرف اور صرف اللہ ہی کی ہو سکتی ہے اور قانون بھی وہی چل سکتا ہے جو اللہ کا قانون ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

"بے شک زمین اللہ ہی کی ہے وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اس کا وارث بناتا ہے اور اچھا انجام متقیوں کے لئے ہے۔"

"کہہ، یا اللہ، بادشاہی کے مالک تُو جسے چاہے بادشاہی دے اور جس سے چاہے چھین لے، جسے چاہے عزت دے اور جس کو چاہے ذلیل کرے۔ تیرے ہی ہاتھ میں بھلائی ہے۔ بے شک تُو ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔"

اسلام کا سیاسی نظام اس بنیاد پر ہے کہ اس زمین کا مالکِ حقیقی اللہ تعالیٰ ہے۔ میں نے ابھی جن دو آیتوں کا ترجمہ پڑھا ہے۔ اس سے بات صاف اور واضح ہو جاتی ہے کہ بادشاہت اور حکومت صرف اللہ ہی کی ہے۔ اللہ کاروبارِ دنیا چلانے کے لئے اپنی مرضی اور مشیت کے مطابق اپنی مخلوق میں سے کسی کو مقرر کرتا ہے اور راستہ بتا دیتا ہے۔ جو لوگ اس کی مرضی و منشا کے مطابق یعنی قرآن کی ہدایات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رہنمائی کے مطابق کاروبارِ دنیا چلانے کے لئے اختیارات پا کر من مانی کرنے لگتے ہیں اور اپنی مرضی کے قانون و دساتیر بناتے ہیں، اپنی پسند و ناپسند کو اہمیت دیتے ہیں اور اسلام سے صرفِ نظر کرتے ہیں اور غیر اسلامی نظریات کو اختیار کرتے ہیں، وہ اللہ کے باغی ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کو ضرور اس

دنیا میں سزا دیتا ہے۔اسی زمین پر وہ بدنام اور ذلیل وخوار ہوتے ہیں۔بس یہ اللہ تعالیٰ کا قانون ہے،اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوسکتی۔ ہم نے اپنی زندگی میں بھی ایسے لاتعداد مشاہدات کیے ہیں اور تاریخ کا درس بھی یہی ہے۔

جب یہ بات حتمی طور پر اور آخری طور پر طے ہوگئی کہ خالقِ جہاں اللہ تعالیٰ ہے اور زمین بھی اسی کی ہے اور زمین کی ساری کی ساری مخلوق اللہ ہی کی ہے اور انسان بھی اللہ کا بندہ ہے تو پھر یہ بات خود بخود سمجھ میں آ جاتی ہے کہ اس دنیا میں رہنے کا ڈھنگ، زندگی بسر کرنے کا انداز اور علم وعمل کا طریقہ اور راستہ وہی ہونا چاہئے کہ جو اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمادیا ہے اور جس کو اللہ تعالیٰ کے آخری رسول جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کے ذریعے سے ہم تک پہنچایا ہے اور اپنی زندگی اور اپنی سیرت پاک کے ذریعے سے عمل کر کے ہماری رہنمائی کر دی ہے۔ جو لوگ اللہ پر یقین رکھتے ہیں وہ ایمان دار ہیں۔لفظ ایمان، امن سے بنا ہے، جس کے معنی بے خوفی کے ہیں۔اس لئے ایمان کے لفظی معنی امن کے یا بے خوف کر دینے کے ہیں۔قرآن مجید، فرقانِ حمید میں سورہ قریش میں آیا ہے

"اس نے ان کو امن دیا، بے خوف کر دیا۔"

اللہ تعالیٰ کے بہت سے صِفاتی ناموں میں سے ایک نام "المومن" بھی ہے یعنی امن عطا کرنے والا اور بے خوف کر دینے والا۔ایمان کے معنی ہیں 'یقین کرنا' تصدیق کرنا' ماننا اور اعتماد کرنا۔شریعتِ اسلامی میں ایمان سے مراد اس بات کی تصدیق کرنا ہے جس کی بابت یقینی طور پر معلوم ہو کہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔قرآن اور احادیث کی روشنی میں پانچ باتوں پر یقین کرنے کا نام ایمان ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کی ذات پر اس کی بے مثل صِفات کے ساتھ۔

☆ فرشتوں کے وجود پر کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق اور اس کے فرماں بردار بندے ہیں۔

☆ اللہ تعالیٰ کی کتابوں پر بالخصوص قرآن مجید پر۔

☆ اللہ کے نبیوں پر اور اس کے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر۔

☆ آخرت کی زندگی اور اس میں جزا اور سزا پر۔

قرآن مجید میں متعدد جگہ پر ان باتوں پر ایمان لانے کا ذکر کیا گیا ہے۔ ایمان کے اجزائے اعظم سمجھانے کے لئے ایک آیت شریف ہے۔

ترجمہ "رسول (ﷺ) اس چیز پر یقین رکھتا ہے کہ جو اُس کے رب کی طرف سے اتاری گئی، یعنی قرآن پر اور جو لوگ اس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والے ہیں (وہ بھی یقین رکھتے ہیں) یہ سب اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے ہیں۔"

ایمان کے ساتھ صالح عمل ضروری ہے۔یہ نہیں ہوسکتا کہ زبان سے تو کہیں کہ ہم ایمان لائے۔مگر آپ کا عمل صالح نہ ہو اور آپ وہ کام نہ کریں کہ جن کو قرآن نے بُرا کہا ہے اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جن کو منع فرمایا ہے۔یاد رکھئے، اچھے اعمال کے بغیر نجات ممکن نہیں۔قرآن مجید نے صاف صاف بتادیا ہے کہ:

"جو لوگ ایمان لائیں گے اور نیک عمل کریں گے وہی جنت والے ہیں اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔"

اس سے ہمارے ذہن میں یہ نکات واضح ہوگئے کہ:

☆ اللہ تعالیٰ مالکِ حقیقی ہے، وہی حاکمِ مطلق ہے۔ زمین اور زمین کی ہر چیز اس کی ہے۔ انسان اللہ کا بندہ ہے۔ انسان کا حاکم اللہ ہے۔

☆ اس دنیا میں اللہ کا قانون ہی دستورِ عمل ہے جو قانون اور دستورِ قرآن سے الگ ہو، مسلمانوں کے لئے وہ لائقِ قبول اور قابلِ عمل نہیں ہے۔ مسلمان غیر قرآنی دستور کی پیروی نہیں کرسکتا۔

☆ مسلمان وہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ اس کی کتاب اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر یقین رکھے اور ایمان لائے۔

☆ اس دنیا میں عملِ صالح یعنی نیک کام کرے۔

اچھے کاموں کے لئے اور عملِ صالح کے لئے انسان کو چار عبادتیں تیار کرتی ہیں، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج۔ ان عبادات کے بغیر اسلامی زندگی نہیں بن سکتی۔

ایک مسلمان کو تمام دوسرے انسانوں سے ممیز اور مشخص کرنے کے لئے ان عبادات کی پابندی کرنی چاہئے۔

انسان، انسان میں محبت بھائی چارہ، مسلمانوں میں باہمی خلوص اور رضا مندی، انسان کی عزت اور مساواتِ انسانی کا احترام وہی لوگ کرسکتے ہیں کہ جو سیدھے راستے پر ہوں۔ بے شک ایسے ہی لوگوں کے لئے اللہ کا انعام ہے۔

☆☆☆☆

ارشادِ قائد

دنیا کی کوئی طاقت پاکستان کا شیرازہ بکھیرنے میں کامیاب نہیں ہوسکتی۔ پاکستان کی جڑیں مضبوطی اور گہرائی کے ساتھ قائم کردی گئی ہیں۔ میں خدا سے دُعا کرتا ہوں کہ تو ہی نے یہ آزاد و خودمختار سلطنت ہمیں عطا کی ہے تو ہی یہاں کے باشندوں کو مصائب و آلام برداشت کرنے کی ہمت دے اور صبر و استقلال عطا فرما اور انہیں صلاحیت بھی دے کہ ہر قسم کے اشتعال کے باوجود پاکستان کی خاطر اس کے امن وامان کو برقرار رکھنے میں کامیاب رہیں۔

(اخباری بیان: ۲۴ اگست ۱۹۴۷ء)

حضرت خواجہ فقیر محمد چوراہیؒ

رانا طاہر داؤد خاں

آستانہ عالیہ نوریہ چورہ شریف بہتی ندی کے کنارے سنگلاخ چٹانوں پر راولپنڈی کوہاٹ لائن پر راولپنڈی سے ایک سو آٹھ کلومیٹر، کوہاٹ سے ستر کلومیٹر اور اٹک سے پچاس کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اسی خانقاہِ نوریہ کے عظیم جلیل القدر فرزند قبلہ حضرت خواجہ سید فقیر محمد چوراہیؒ ۱۲۱۳ھ میں تیرائی شریف (علاقہ تیراہ) میں حضرت قبلہ خواجہ خواجگان حضرت خواجہ سید نور محمد چوراہیؒ کے ہاں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد گرامی قدر نے علاقہ تیراہ سے ہجرت کر کے ایک ندی کے کنارے قیام فرمایا اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ وہاں مختصر سی آبادی معرضِ وجود میں آ گئی۔ وہی گاؤں چورہ شریف کے نام سے مشہور ہوا۔

آپ کے والد گرامی قدر خواجہ سید نور محمد چوراہیؒ ہی دراصل سلسلہ عالیہ نوریہ چورہ شریف کے بانی ہیں اور اس جگہ کو شاد و آباد کرنے والے ہیں۔ خواجہ نور محمد چوراہیؒ کے والد گرامی قدر کا نام سید فیض اللہ تھا۔ جب آپ کی پیدائش ہوئی تو آپ کے والد گرامی نے فرمایا کہ مجھے تین دن پہلے اس کی بشارت ہو چکی تھی کہ فرزندم سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ اور اسلام کے لئے تقویت کا باعث ہوگا۔ آپ گیلانی سید تھے اور شجرہ نسب پیرانِ پیر سید عبدالقادر جیلانیؒ کے واسطہ سے حضرت امام حسنؓ سے ملتا ہے۔ آپ بڑے حلیم اور زاہد و عابد کامل ولی تھے۔ اپنے والد گرامی کے دستِ حق پر بیعت ہو کر ظاہری فیض کی منزلیں طے کیں۔ آپ چورہ شریف تشریف لانے کے ڈیڑھ سال بعد ہی اس دنیائے فانی سے عالمِ جاودانی کی طرف نقل مکانی کر گئے۔ قبلہ نور محمد چوراہیؒ کی وفات کے بعد اس مسند کے وارث خواجہ سید فقیر محمد چوراہیؒ تھے جنہوں نے جنگل میں منگل کا سماں پیدا کر دیا، اور رُشد و ہدایت کے وہ انمول موتی بکھیرے جن سے ایک عالم آج تک فیض یاب ہو رہا ہے۔

خواجہ سید فقیر محمد چوراہیؒ نے علوم ظاہری و باطنی اپنے والدِ گرامی حضرت خواجہ خواجگان سید نور محمد چوراہیؒ سے حاصل کئے اور قلیل عرصہ میں خلافت اور مجاز بیعت سے سرفراز ہوئے اور اس قدر درجہ کمال حاصل کیا کہ ایامِ صغرسنی میں ہی ذکر و فکر مراقبہ اور اتباع شریعت میں مصروف رہتے۔ آپ اپنے وقت کے بڑے ابدال تھے۔ بوقتِ ولادت آپ کے دادا خواجہ سید محمد فیض اللہ نے اپنے لب ہائے مبارک آپ کے منہ میں ڈالے اور فرمایا کہ یہ لڑکا بڑا نیک بخت ہوگا۔ چنانچہ آپ کا چہرہ انوارالہیٰ سے درخشاں تھا۔ آپ کو وہ کمالات حاصل تھے جو اس وقت دوسروں کو بہت کم حاصل تھے۔ قرآن مجید کے ایک ایک حرف کے جملہ فوائد و خواص و اسرار و نکات آپ کو ایسے معلوم تھے کہ

دوسروں کے لئے ان کا سمجھنا دشوار تھا۔ اپنے وقت میں مرجع الی اللہ تھے، ولادت کے وقت اپنی والدہ کا دودھ نہ پیتے تھے۔ والدہ ماجدہ نے ہر چند کوشش فرمائی مگر لا حاصل۔ اتنے میں آپ کے دادا تشریف لائے اور اپنی زبان مبارک آپ کے منہ میں رکھ دی تو آپ نے اپنی والدہ کا دودھ پی لیا۔

حضرت خواجہ فقیر محمدؒ کا قد دراز، چہرہ کی رنگت گندم گوں تھی۔ رات سرمہ طاق سلائیاں لگاتے، پیشانی کشادہ، بالوں پر حنا لگاتے، انگشت مبارک نرم اور لمبی، سینہ مبارک فراخ اور باوجود ضعیف العمری کے بینائی اور سماعت میں کچھ فرق نہ آیا۔ جب باہر تشریف لے جاتے تو سر پر لنگی رکھ لیتے۔ پیرانہ سالی کے باوجود رفتار کافی تیز ہوا کرتی تھی، نماز تہجد کے بعد ذکر و اذکار میں مشغول رہتے۔ بعد از نماز فجر طلوع آفتاب تک مراقبہ میں رہتے۔ پھر تلاوتِ قرآن مجید فرقانِ حمید دو تین سپارے پڑھنے کے بعد ختم شریف پڑھتے۔ طعام قبل از دوپہر تناول فرماتے، پھر قیلولہ فرماتے۔ اکثر اوقات نماز ظہر کے وضو سے عشاء تک کی نمازیں ادا کرتے۔ ظہر کے بعد بھی تلاوتِ قرآن حکیم فرماتے اور بعد میں مریدین، حاجت مندوں اور ضرورت مندوں کی طرف متوجہ ہوتے۔ ہر روز نماز عصر کے بعد ختم شریف حضرت خواجہ محمد معصومؒ پڑھا کرتے۔ نماز با جماعت ادا کرنے کے عادی تھے۔ بعد از نماز مغرب کھانا تناول فرماتے۔ نماز عشاء اوّل وقت میں ادا فرماتے۔ جہاں کہیں بھی تشریف لے جاتے قیام مسجد میں کرتے اور اکثر دعا فرماتے اور اسی سے لوگوں کے مسائل حل ہو جاتے۔ چار طریق سلاسل سے صاحب مجاز و ارشاد تھے لیکن عموماً نقشبندیہ طریق سے بیعت فرماتے۔ سادہ نیلگوں لباس عموماً پہنتے۔ پاجامہ سفید، سر پر کلاہ اور اس پر لنگی خط دار یا سبز دستار رکھتے۔ بدن پر لنگی نیلگوں یا چادر اوڑھتے۔ پاپوش مبارک پوٹھوہاری استعمال کرتے، ہاتھ میں ہمیشہ عصا رکھتے۔ طبیعت میں تصنع اور تکلف نام کو نہ تھا۔ مسکنت، تمکنت اور وقار آپ کی شخصیت سے ظاہر تھا۔ طبیعت میں جمالیت اس قدر تھی کہ سالہا سال کسی پر غصہ نہ فرماتے اور کبھی کسی کو آپ سے ضرر نہ پہنچتا۔ چہرہ سے انوار و برکات عیاں تھے۔ شکستہ دلوں کی دلجوئی فرماتے، غریب امیر میں کوئی فرق اور تمیز نہ فرماتے، ہر ایک سے ایک جیسا سلوک فرماتے۔ سفر و حضر میں جیسی بھی جہاں بھی جگہ مل گئی اس پر مطمئن ہو جاتے۔ آپ کی مجلس میں امراء اور غرباء سبھی برابر موجود رہتے۔ اگر ایک بار کسی کی دعوت قبول کر لی ہوتی تو پھر کسی دوسرے کی دعوت کو کبھی ترجیح نہ دیتے۔ غذا میں خمیری روٹی اور کھچڑی بہت مرغوب تھی لیکن جو کچھ موقع پر حاضر ہوتا بہ رضا و رغبت کھا لیتے۔ ہمیشہ پاکیزہ اشیاء پسند فرماتے۔

حضور خواجہ سید فقیر محمد چوراہیؒ تحمل و بردباری میں اپنی مثال آپ تھے۔ اگر کسی سے کوئی قصور یا خطا ہو جاتی تو معاف فرما دیتے۔ کوتاہی یا غلطی سے درگزر کرتے ہوئے فرماتے کہ اللہ تعالیٰ عزوجل ہمارا اور تمہارا گناہ معاف فرمائے۔ جو کوئی آپ کی مجلس میں ایک دفعہ آ جاتا پھر ساری عمر آپ ہی کا ہو کر رہ جاتا۔ آپ ہر ایک کو اس کی باطنی اور ظاہری حیثیت کے مطابق دلی اخلاص کے مطابق دوست بناتے اور جسے دوست بناتے اسے ایسا مطمئن کرتے کہ پھر اس کی دنیا ہی بدل جاتی۔ آپ نہایت خوش اخلاق تھے، پھر بھی پُر وقار اور بارعب شخصیت کے مالک تھے۔ مجلس میں کسی کو لب کشائی کی جرأت نہ ہوتی۔ اپنے عقیدت مندوں کو لفظ مرید کہہ کر نہ پکارتے بلکہ لفظ یار یا دوست کہہ کر پکارتے۔ ایک دن آپ کے نبیرہ نے

وزیرِاعظم شوکت عزیز آرمی میڈیکل کالج راولپنڈی کے 22ویں سالانہ کانووکیشن سے خطاب کر رہے ہیں۔ 11دسمبر 2004ء

وزیرِاعظم شوکت عزیز کا ریٹائرڈ سفیروں کے ساتھ گروپ فوٹو
28دسمبر 2004ء

سردار ملک عامر ایم این اے اور سمیع حسین گیلانی تحصیل ناظم احمد پور شرقیہ وزیرِاعظم سے ملاقات کر رہے ہیں۔
29دسمبر 2004ء

وزیر اطلاعات ونشریات شیخ رشید احمد اسلام آباد ٹی وی سٹیشن
پر کرسمس کیک کاٹ رہے ہیں۔ 23 دسمبر 2004ء

وزیر اطلاعات ونشریات شیخ رشید احمد فاطمہ جناح یونیورسٹی
راولپنڈی میں ایوارڈ شیلڈ دیتے ہوئے۔ 28 دسمبر 2004ء

وزیر اطلاعات ونشریات شیخ رشید احمد اسلام آباد میں
پریس کانفرنس سے خطاب کر رہے ہیں۔ 31 دسمبر 2004ء

کہہ دیا کہ فلاں شخص تو ہمارا مرید ہے تو آپ سخت ناراض ہوئے پھر بلوا کر فرمایا کہ میرے باپ دادا میں سے کسی نے مرید نہیں پکارا اور نہ میں نے پکارا، تم اس قابل کیسے ہو گئے؟ کہ مرید کہہ کر پکارو اور تنبیہہ فرمائی کہ آئندہ ایسا نہ کرنا۔

آپ اکثر اپنے احباب سے یہ بیان فرماتے کہ اللہ تعالیٰ عزوجل اپنے بندوں کو فرماتا ہے کہ جو شخص میرے حکم پر راضی نہیں، میری بلا پر صابر نہیں، میری نعمتوں پر شاکر نہیں، میرے عطیہ پر قانع نہیں تو وہ شخص میرے سوا کسی اور کو اپنا رب بنالے۔

سرزمین پاکستان کو اس ولی کامل پر بجا طور پر فخر ہے، جنہوں نے مخلوقِ خدا کو اللہ تعالیٰ اور اس کے سچے رسول ﷺ کے بتائے راستے پر گامزن کیا۔ جس سے اہلِ دل آج بھی اپنے دلوں کو علم و نور کی روشنی سے روشن اور معطر کر رہے ہیں۔ ان کا وجود صرف ملتِ اسلامیہ پاکستان کے لئے ہی پیغامِ محبت والفت نہیں بلکہ پورے عالم اسلام کے لئے مشعلِ راہ بھی ہے۔ آپ نہ صرف انسانی عظمتوں سے ہی مالا مال تھے بلکہ روحانی خوبیوں سے بھی آپ کا وجود سراپا محسن تھا۔ آپ پیار دینے والے اور محبتیں بانٹنے والے تھے۔ اسی لئے آپ کے جلائے گئے دیئے آج صفحۂ ہستی پر روشن چراغ بن کر پوری نوعِ انسانی کی خدمت پر معمور ہیں۔

جن میں امیر ملت حافظ سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری، شاہِ لاثانی، حاجی سید جماعت علی شاہ علی پور شریف، حافظ عبدالکریم راولپنڈی فاضل اجل مولانا غلام محمد بگوی، سابق خطیب بادشاہی مسجد لاہور، حافظ فتح الدین سیالکوٹ، سید غلام قادر شاہ کوٹلی سیداں سرفہرست ہیں۔ آپ کی اولاد میں پانچ صاحبزادے خواجہ سید گل نبی، خواجہ سید محمد نبی، خواجہ سید احمد نبی، خواجہ محمد سید شاہ اور خواجہ سید قادر شاہ ہیں۔ حضور قبلہ خواجہ سید فقیر محمد چوراہیؒ بڑے صاحبِ کشف و کرامت بزرگ تھے۔ آپ کے صاحبزادے قبلہ سید محمد سید شاہ نے ایک دفعہ اپنے ایک مرید کو کچھ اشیاء دے کر آپ کی خدمتِ عالیہ میں بھیجا۔ وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ فرمانے لگے کہ فوراً اپنے گھر چلے جاؤ۔ جب وہ شخص اپنے گاؤں پہنچا تو اسے معلوم ہوا کہ اس کا باپ فوت ہو چکا ہے۔ ایک بار آپ علی پور سیداں شریف میں پیر سید جماعت علی شاہ صاحب کے ہمراہ تشریف فرما تھے کہ لوگوں نے شکایت کی کہ حضور یہاں کنواں کھودا ہے لیکن پانی کھارا نکلتا ہے۔ آپ فوراً کنوئیں پر تشریف لے گئے، اپنا لعاب دہن کنوئیں میں ڈالا آج بھی اس کا پانی میٹھا ہے۔

حضور خواجہ سید فقیر محمد چوراہیؒ آخر کار اس جہانِ فانی سے حیاتِ جاوداں کے لئے ۲۹ محرم الحرام ۱۳۱۵ھ بمطابق ۱۸۹۷ء مابین ظہر و عصر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رخصت ہو گئے۔ آپ کا عرس مبارک ہر سال بڑے اہتمام کے ساتھ چورہ شریف ضلع اٹک میں منعقد ہوتا ہے۔ جہاں پر فیوض و برکات کی بارش ہوتی ہے۔ عقیدت مند وہاں سے فیض یاب ہو کر اپنی زندگی کو نبی رحمت ﷺ کی غلامی اور شریعت کے مطابق گزارنے کا عہد کرتے ہیں۔

☆☆☆☆

پاک بحریہ قومی تعمیر و ترقی میں پاک فوج کے شانہ بشانہ

سعد غفار

افواجِ پاکستان وطنِ عزیز کی سرحدوں کے دفاع کے ساتھ ساتھ ملکی تعمیر و ترقی میں بھی اہم کردار ادا کر رہی ہے۔ جن کا پوری قوم نے اعتراف کیا ہے۔ ذیل میں ہم پاک فوج کی چیدہ چیدہ خدمات کا تذکرہ کر رہے ہیں تا کہ اس بات [illegible] سکے کہ پاک فوج اب تک کن کن شعبوں میں خدمات سرانجام دینے میں پیش پیش رہی ہے۔

تعلیم

تعلیم کے بغیر کسی ملک کی ترقی کا تصور ممکن نہیں ہے۔ تعلیم یافتہ افراد ہی ملک اور معاشرہ کو سنوارنے میں تعمیری کردار ادا کر سکتے ہیں۔ کسی ملک کا تعلیمی ماحول جتنا اچھا ہو گا اس کے افراد اتنے ہی باشعور ہوں گے اور ملک اتنا ہی ترقی یافتہ ہو گا۔ اس لئے کہ کسی ملک کی ترقی میں تعلیم اور معیارِ تعلیم کلیدی حیثیت رکھتے ہیں۔ اگر تعلیم کا معیار صحیح نہ ہو تو ایسی تعلیم ترقی کی بجائے تنزلی کا باعث بنتی ہے۔

پاک فوج کے زیرِ سرپرستی پورے ملک میں چلنے والے تعلیمی ادارے وطنِ عزیز کے نونہالوں کو بہتر تعلیم، صحت مند ماحول اور اعلیٰ تربیت مہیا کرتے ہیں۔ بہتر کارکردگی اور اعلیٰ معیارِ تعلیم کی وجہ سے ہزاروں تشنگانِ علم ان اداروں میں داخلہ لینا اپنے لئے باعث افتخار سمجھتے ہیں۔ اس لئے کہ ان اداروں میں تعلیم و تربیت پانے والے کندن بن جاتے ہیں اور تعلیم سے فراغت پانے کے بعد روشن مستقبل اور اچھا کیریئر ان کا استقبال کر رہا ہوتا ہے۔

ان اداروں میں نیوی کے زیرِ سرپرستی چلنے والے بحریہ کالجز ائیر فورس کے کالجز آرمی پبلک سکولز، مختلف شہروں میں قائم کیڈٹ کالجز اور آرمی میڈیکل کالج شامل ہیں۔ ان اداروں کا فارغ التحصیل کہیں مار نہیں کھاتا بلکہ ان اداروں کی سند یا سرٹیفکیٹ ملازمت کی ضمانت سمجھی جاتی ہے۔

فنی تعلیم/ٹیکنیکل ایجوکیشن

عام تعلیم کی نسبت ملک کی تعمیر و ترقی میں پروفیشنل ایجوکیشن کا دخل کئی گنا زیادہ ہے۔ فنی تعلیم کی بدولت ایسے ہنر مند اور پروفیشنل لوگ تیار ہوتے ہیں جو براہِ راست ملک کی ترقی اور خوشحالی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اس لئے ایسے ہنر مند مختلف پروجیکٹس پر اور کمپنیوں میں کام کر کے پروڈکشن دیتے ہیں۔ ایسے ہنر مند اور انجینئرز چیزوں کی تخلیق کرتے ہیں، نئی نئی چیزیں متعارف کرواتے ہیں اور اپنے ملک کا وقار بلند کرتے ہیں۔ ایسے کوالیفائیڈ افراد کو سرکاری یا غیر سرکاری ملازمت نہ بھی ملے تو اپنا کاروبار شروع کر دیتے ہیں۔ اس طرح وہ

ملک پر بوجھ نہیں بنتے بلکہ دوسروں کا سہارا بنتے ہیں۔ افواجِ پاکستان کے زیرِ انتظام کئی فنی تعلیمی ادارے مصروفِ خدمت ہیں جہاں میڈیکل، انجینئرنگ اور فنی شعبوں میں تعلیم دی جاتی ہے۔

پاک بحریہ کے زیرِ سرپرستی چلنے والے ایسے فنی اور پروفیشنل تعلیمی اداروں سے فارغ التحصیل طلباء ملک کی ترقی اور معیشت کو مستحکم کرنے کے لئے عملی زندگی میں قدم رکھتے ہیں۔ ان میں سرفہرست DTS یعنی ڈاکیارڈ ٹیکنیکل سکول (کھارادر) پاکستان نیوی انجینئرنگ کالج جو ہر مختلف مقامات پر قائم پاکستان نیوی کے کمپیوٹر لٹریسی سنٹرز اور بحریہ یونیورسٹی آف مینجمنٹ اینڈ کمپیوٹر سائنس شامل ہیں۔ ان اداروں کے کوالیفائیڈ ٹیکنیشنز، انجینئرز، ٹیکنالوجسٹ اور کمپیوٹر ماسٹر ملک کی خوشحالی، ترقی اور وطنِ عزیز کا وقار بلند کرنے میں انتہائی لگن، محنت اور جذبے کے ساتھ دن رات کوشاں رہتے ہیں۔

میرین اکیڈمی (ماڑی پور)

پاکستان میرین کے زیرِ سرپرستی ملک کی واحد میرین اکیڈمی مرچنٹ نیوی کے آفیسرز اور عملے کو بین الاقوامی معیار کی تربیت مہیا کرتی ہے۔ اس ادارے سے ہر سال سینکڑوں کی تعداد میں طلبا مختلف قسم کے کورسز مکمل کر کے عملی زندگی میں قدم رکھتے ہیں۔ جس میں میرین کیڈٹس پاسنگ آؤٹ کے بعد مختلف جہازوں پر بحیثیت یوٹی آفیسرز تعینات ہوتے ہیں۔ پھر وقت کے ساتھ ساتھ ترقی کی منازل طے کرتے ہوئے چیف انجینئر اور کیپٹن کے عہدے تک پہنچ جاتے ہیں۔

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز

(اسلام آباد)

جی ایچ کیو کے زیرِ انتظام چلنے والی "نمل" یونیورسٹی کا شمار دنیا کی چند بہترین یونیورسٹیوں میں ہوتا ہے۔ یہاں دنیا کی مختلف زبانوں میں سرٹیفکیٹس، ڈپلوما اور ماسٹرز کی ڈگری کروائی جاتی ہے۔ باہر ممالک میں کاروبار کرنے والوں اور اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے والوں کا یہاں تانتا بندھا رہتا ہے۔ یہاں سے پاس ہونے کے بعد یہی لوگ کاروبار یا تعلیم کے سلسلے میں باہر چلے جاتے ہیں۔ اعلیٰ تعلیم یافتہ اور کاروباری لوگ سالانہ لاکھوں کے حساب سے زرمبادلہ بھیج کر ملک کی ترقی میں ہاتھ بٹاتے ہیں۔

پاکستان فشریز

ماہی گیری ہمارے ملک کی وہ صنعت ہے جس پر ہمیں کچھ خرچ نہیں کرنا پڑتا اور بچت بہت زیادہ ہوتی ہے لیکن پچھلے چند سال سے ہماری یہ صنعت روبہ زوال تھی۔ معیار کی وجہ سے وطن عزیز کو اربوں روپے کی جو بچت ہوتی تھی وہ تقریباً ختم ہو چکی تھی بلکہ بات یہاں تک پہنچ چکی تھی کہ بین الاقوامی سطح پر ہماری مچھلی کی تجارت پر بندش لگنے والی تھی اور منافع بخش صنعت تقریباً بیٹھ چکی تھی۔ ایسے نازک وقت میں اربابِ اقتدار نے فشریز کا کنٹرول پاکستان نیوی کے حوالے کر دیا۔ ہمارے افسروں اور جوانوں نے دن رات محنت کر کے بہت قلیل مدت میں فشریز سے کرپشن کا خاتمہ کر دیا اور اس کو بین الاقوامی معیار پر لے آئے۔ جہاں پر کبھی گندگی کے ڈھیر ہوتے تھے وہاں اب صفائی دیدنی ہے اور اس طرح انتھک محنت سے ماہی گیری کی صنعت دوبارہ بحال ہوگئی بلکہ پہلے سے کئی گنا بہتر معیار کی حامل ہے اور مادرِ وطن کو سالانہ اربوں کے حساب سے زرمبادلہ کی بچت ہوتی ہے۔

سمگلنگ اور اس کی روک تھام

سمگلنگ اور اشیاء کی غیر قانونی نقل وحمل کسی ملک کی معیشت کو دیمک کی طرح چاٹتی ہے اور خصوصاً مقامی انڈسٹریز

کو تباہ کر کے رکھ دیتی ہے۔ جس سے ملک میں بے روزگاری بڑھتی ہے، بے چینی پھیلتی ہے اور معاشرہ غیر متوازن ہو جاتا ہے اور عوام میں منفی رجحان پروان چڑھتا ہے۔ تعمیر کی جگہ تخریبی سوچ ہی جنم لیتی ہے۔

سمگلنگ کی روک تھام کے لئے پاکستان نیوی کا ادارہ ایم ایس اے اور پاک آرمی کوسٹ گارڈ انتہائی فعال کردار ادا کر رہے ہیں۔ ان دونوں اداروں نے جہاں اربوں روپے کا سونا، کپڑا، کمبل اور دوسری قیمتی اشیاء پکڑ کر ملک کے خزانے کو فائدہ پہنچایا وہاں ملک کی صنعت کو زوال پذیر ہونے سے بچایا۔ یہی ادارے نشہ آور اشیاء خصوصاً غیر ملکی شراب کی سمگلنگ کو روکنے میں مؤثر کردار ادا کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ میری ٹائم سیکیورٹی ایجنسی (MSA) غیر ملکی فشنگ بوٹس کو پاکستانی حدود میں گھسنے نہیں دیتیں جس سے ہماری فشری کی صنعت کو فائدہ پہنچا ہے۔

ہسپتال اور طبی سہولیتں

پورے ملک میں جا بجا اعلیٰ معیار کے ملٹری ہسپتال نہ صرف ڈیفنس پرسنل کو بلکہ عوام کو بھی اعلیٰ قسم کی طبی سہولیات مہیا کر رہے ہیں۔ یہاں جدید مشینری کے ذریعے مرض کی تشخیص کر کے علاج تجویز کیا جاتا ہے اور ملک کا بہت بڑا طبقہ ان سہولتوں سے فائدہ اٹھا رہا ہے۔ جن میں پی این ایس شفا کراچی اور سی ایم ایچ راولپنڈی بالخصوص قابلِ ذکر ہیں۔ جہاں پر اعلیٰ کوالیفائیڈ ڈاکٹر دن رات قوم کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں۔ انہی ہسپتالوں میں نئے کوالیفائیڈ ڈاکٹر پریکٹس کر کے تجربہ حاصل کرتے ہیں اور مستقبل میں اچھے سرجن اور فزیشن ثابت ہوتے ہیں۔ انہی ہسپتالوں میں نرسنگ کورسز بھی کرائے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ انہی ہسپتالوں کی لیبارٹریز، کمپیوٹر رومز اور دفاتر میں خاصی تعداد میں سویلین سٹاف بھرتی کیا جاتا ہے۔ جس سے بے روزگاری پر کافی حد تک قابو پایا جا سکتا ہے۔

پاکستان نیوی کی طرف سے ہر سال کوسٹل ایریا میں فری میڈیکل کیمپ لگائے جاتے ہیں۔ جس سے ہزاروں کی تعداد میں لوگ مستفید ہوتے ہیں۔ مختلف امراض پر قابو پایا جاتا ہے اور صحت مند معاشرہ وجود میں آتا ہے۔ اس کے علاوہ ملک کے مختلف علاقوں میں مسلح افواج کی طرف سے مارکیٹ ویلیو سے انتہائی کم قیمت پر ہیپاٹائٹس بی جیسی مہلک بیماری کی ویکسین مختلف عمر کے افراد کو فراہم کی جاتی ہیں اور اس طرح ایک انتہائی موذی مرض کے خاتمے میں مسلح افواج وزارتِ صحت کے شانہ بشانہ عملی جہاد میں مصروفِ عمل ہیں۔

پاکستان نیوی اور آلودگی کم کرنے کے اقدامات

پاکستان نیوی آلودگی کنٹرول کرنے کے لئے انتہائی بہتر اقدامات کر رہی ہے۔ بندرگاہ کو صاف ستھرا رکھنے کے لئے KPT کی بوٹ ہائر کی جاتی ہیں۔ جہاں سے کچرا نکالنے کے لئے سول کنٹریکٹر کو ٹھیکہ دیا جاتا ہے۔ ہمالیہ کی جٹی اور منوڑہ کے ساحل کو صاف رکھنے کے لئے نیو انٹری سیلرز کی خدمات وقتاً فوقتاً حاصل کی جاتی ہیں۔ نیوی کی ان کوششوں کی وجہ سے ہمارا ساحل سال کے بارہ مہینے تفریح کے لئے کھلا رہتا ہے۔ جس سے کروڑوں لوگ لطف اندوز ہوتے ہیں۔ پچھلے سال یونان کے جہاز تسمان سپرٹ سے ہزاروں ٹن تیل بہہ کر ساحل سمندر پر پھیل گیا تھا اور ساحل سمندر آلودگی کی وجہ سے لوگوں کے لئے بند کر دیا گیا تھا۔ پاکستان نیوی نے انتہائی احسن طریقے سے متاثرہ جہاز کا تیل شفٹ کر کے بندرگاہ اور

ساحل کو صاف کرنے میں مثالی کردار ادا کیا۔

ہاؤسنگ سکیمیں

جس طرح لوگوں کو روزگار فراہم کرنے کے لئے پاک فوج نے انڈسٹریز، بینک اور مختلف ادارے قائم کئے ہیں۔اس طرح لوگوں کو اپنی چھت کا مالک بنانے کے لئے مختلف ہاؤسنگ سکیمیں متعارف کروارہی ہے۔جس سے نہ صرف فوجی آفیسرز اور جوان بلکہ کافی تعداد میں سویلین حضرات بھی مستفید ہورہے ہیں اور لوگوں کو ضروریاتِ زندگی کے ساتھ ساتھ صاف ستھرے اور پُرسکون ماحول اور بہترین لوکیشن پر اچھے اور معیاری مکان مل رہے ہیں جو شہر کے ہنگاموں سے پاک بھتہ خوروں کی دسترس سے دور اور Full Secured ہیں۔ اس کی زندہ مثالیں ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی، جاوید بحریہ اور ہارون بحریہ ہاؤسنگ اسکیمز ہیں۔جہاں فوجی ملازمین کے ساتھ ساتھ بے شمار سویلین افراد اپنے اپنے گھروں میں پُرسکون زندگی بسر کرتے ہیں اور ملک کی ترقی اور خوشحالی میں کوشاں رہتے ہیں۔

تفریح گاہیں

پارک اور تفریح گاہیں صحت مند معاشرہ کی نشان دہی کرتی ہیں جہاں پر لوگ دن بھر کی تھکاوٹ کے بعد کھلی فضا اور صاف ستھرے ماحول میں تھوڑی دیر بیٹھ کر ذہنی سکون حاصل کرتے ہیں۔ترقی یافتہ ممالک میں پارکوں اور تفریح گاہوں کا استعمال بہت زیادہ ہے۔کراچی جیسے گنجان آباد شہر میں اس کی ضرورت اور بڑھ جاتی ہے۔اسی مقصد کے لئے مسلح افواج نے سروسز کلب، میری ٹائم میوزیم اور پی اے ایف میوزیم قائم کئے ہیں۔جہاں روزانہ ہزاروں لوگ شہر کے ہنگاموں سے اُکتا کر کچھ دیر کے کھلی فضا میں سانس لیتے ہیں اور ذہنی سکون حاصل کرتے ہیں ویسے تو شہر میں پارکوں کی کمی نہیں ہے لیکن اکثر دیکھا گیا ہے کہ چھٹی کے دن ان پارکوں میں تل دھرنے کو جگہ نہیں ملتی۔

کھیل اور صحت

جس طرح پارک اور تفریح گاہیں سکون کے لئے ضروری ہیں اس طرح جسم کو فٹ رکھنے کے لئے کھیل کو دبھی بے حد ضروری ہے۔کھیل سے جسم چست رہتا ہے بیماریوں کے خلاف مدافعتی نظام مؤثر ہو جاتا ہے،بہت سی بیماریاں خود بخود ختم ہو جاتی ہیں۔ اسی مقصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے پاکستان نیوی نے جا بجا کھیل کے میدان، سوئمنگ پول اور فٹنس سنٹر تعمیر کیے ہیں جس سے نہ صرف سروس پرسانل بلکہ کافی تعداد میں سویلین حضرات بھی مستفید ہو رہے ہیں اور اسی طرح ایک صحت مند معاشرہ کی تکمیل میں پاک بحریہ مؤثر کردار ادا کر رہا ہے۔ان مراکز میں پاکستان نیوی سپورٹس کمپلیکس کارساز، فائرنگ رینج بہادر، سوئمنگ پول کارساز، پی این اکوٹیک سیلنگ کلب اور گالف کلب کراچی شامل ہیں۔جہاں روزانہ سینکڑوں کی تعداد میں کھیلوں کے شوقین اپنا اپنا شوق پورا کرتے ہیں اور صحت مند معاشرہ کا حصہ بنتے ہیں۔

فرنٹیئر ورکس آرگنائزیشن

ایف ڈبلیو او 1966ء میں قائم کردہ پاکستان کی سب سی بڑی کنسٹرکشن آرگنائزیشن ہے جو کہ وطنِ عزیز کی تعمیر میں دن رات مصروفِ عمل ہے۔یہ ادارہ سڑک، ہائی ویز اور پل وغیرہ تعمیر کرتا ہے۔سڑک اور ہائی ویز کسی بھی ملک کی معیشت اور تجارت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ہائی ویز کے ذریعے نقل و حمل میں آسانی رہتی ہے۔اسی کے ذریعے ملک کی انڈسٹریز کے لئے سامانِ تجارت ملک کے کونے کونے بلکہ ملک سے باہر بھی آسانی سے بھجوایا جا سکتا

ہے۔

ایف ڈبلیو او نے کراچی سے خیبر تک اور گوادر سے سکردو تک پورے ملک میں جا بجا سڑکوں کا جال بچھایا ہے۔ اس کی سب سے بڑی مثال شاہراہ قراقرم ہے جو پاکستان اور چین کو ملاتی ہے۔ چین کی مدد سے تیار کردہ یہ تاریخی شاہراہ گلگت اور سکردو کے سنگلاخ پہاڑوں کو کاٹ کر تیار کی گئی ہے۔ چین کے ساتھ ہماری ساری تجارت تقریباً اسی شاہراہ سے ہوتی ہے۔ نیز اس میں سیاحوں کے لئے انتہائی کشش ہے۔ جس سے وطنِ عزیز کو کثیر زرِمبادلہ حاصل ہوتا ہے۔

کراچی سے پشاور تک نیشنل ہائی ویز کی تعمیر میں ایف ڈبلیو او کا کردار انتہائی شاندار رہا ہے۔ اس ادارے نے انتہائی قلیل مدت میں سب سے کم لاگت میں بہترین نتائج پیش کئے ہیں۔ جن سے ملک کے خزانے پر کم سے کم بوجھ پڑا اور دوسری طرف پاک فوج کے مورال اور وقار میں اضافے کا سبب بنا۔

اس کے علاوہ کوسٹل ہائی ویز کی تعمیر نے ایف ڈبلیو او کو ترقی کے معراج پر پہنچایا۔ ان ہائی ویز کی بدولت جناح نیول بیس (اورمارہ) اور گوادر ملک کے دوسرے شہروں کے ساتھ منسلک ہو گئے ہیں اور انشاء اللہ عنقریب گوادر پورٹ Operational ہو جائے گا تو انہی ہائی ویز کے ذریعے سامان تجارت نہ صرف ملک کے کونے کونے میں پہنچے گا بلکہ وسطی ایشیائی ممالک کی تجارت بھی اسی پورٹ کے ذریعے ہوگی۔ جس سے انشاء اللہ وطنِ عزیز کا کثیر سرمایہ بھی بچے گا اور لاکھوں افراد کو روزگار بھی میسر ہوگا۔

کراچی میں ایف ڈبلیو او دو انتہائی اہم پروجیکٹس پر کام کر رہی ہے یعنی لیاری ایکسپریس وے اور ناردرن بائی پاس، دونوں پروجیکٹس انتہائی تیزی کے ساتھ تکمیل کی طرف رواں ہیں۔ ان پروجیکٹس سے ایک تو شہر میں ٹریفک کا مسئلہ کافی حد تک حل ہو جائے گا۔ دوسرا اہم فائدہ یہ ہوگا کہ گاڑیوں کو زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑے گا۔ یعنی پورٹ میں گاڑی لوڈ ہوئی اور لیاری ایکسپریس یا ناردرن بائی پاس کے ذریعے شہر سے باہر سفر کے لئے تیار۔ اسی طرح برآمدی مال بھی ڈائریکٹ پورٹ میں جا کر اُترے گا اور وقت ضائع کئے بغیر اشیاء کی ترسیل میں آسانی ہو گی۔

صنعتیں

انڈسٹریز کے بغیر کسی ملک کی ترقی اور خوشحالی ناممکن سی بات ہے۔ دورِ جدید میں کسی ملک میں جتنے کارخانے زیادہ ہوں گے لوگوں کو روزگار اتنا ہی زیادہ ملے گا۔ عوام خوشحال ہوں گے، امپورٹ ایکسپورٹ میں اضافہ ہو گا اور ملک بھی ترقی کرے گا۔ کارخانوں میں نئی نئی چیزیں بنیں گی۔ باہر کے ممالک پر انحصار نہیں رہے گا، زرِمبادلہ کی بچت ہوگی باہر کی دنیا کے ساتھ تجارت بڑھے گی جس سے ملک معاشی طور پر مستحکم ہوگا۔

پاک فوج کی زیرِ نگرانی وطنِ عزیز میں کئی ایک چھوٹے بڑے کارخانے ملک کی خوشحالی کے لئے دن رات لگے ہوئے ہیں جن کا ذیل کے سطور میں مختصر سا ذکر کیا جا رہا ہے۔

فوجی فرٹیلائزر

پاکستان بنیادی طور پر ایک زرعی ملک ہے ملک کی تقریباً 75 فیصد آبادی دیہات میں رہتی ہے اور زرعی پیشے سے منسلک ہے۔ آبادی میں اضافہ کے ساتھ ملک کے طول و عرض میں تمام انڈسٹریز اور زرعی اجناس میں بھی اتنے ہی اضافے کی

ضرورت ہے لیکن چونکہ زمین کا رقبہ تو وہی ہے اس لئے مختلف قسم کی کھادیں استعمال کر کے زرعی اجناس میں اضافہ کیا جاتا ہے۔فوجی فرٹیلائزر یوریا کھاد ملک کے کونے کونے میں سستے داموں مہیا کرتا ہے۔جس سے ایک طرف ہماری زراعت بہتر ہو رہی ہے' دوسری طرف کثیر زرِ مبادلہ کی بچت ہوتی ہے۔یوریا کے مقابلے میں ڈی اے پی چونکہ ہم باہر سے منگواتے ہیں اس لئے دونوں کی قیمتوں میں تقریباً آدھا فرق ہے۔یوریا نسبتاً سستی اور آسانی سے دستیاب ہونے کی وجہ سے تقریباً تمام کاشتکاروں کے استعمال میں ہے۔جس سے ملک کی مجموعی پیداوار میں اضافہ ہوا ہے اور باہر کے ممالک پر ہمارا انحصار نہ ہونے کے برابر ہے۔

نیشنل لاجسٹک سیل (NLC)

ہائی ویز اور موٹر ویز ملک کی تعمیر و ترقی میں اہم رول ادا کرتے ہیں لیکن بہتر ٹرانسپورٹ کے بغیر ہائی ویز کسی کام کی نہیں۔نیشنل لاجسٹک سیل دنیا کی بڑی ٹرانسپورٹ کمپنیوں میں سے ایک ہے۔ پاکستان آرمی کے اشتراک سے قائم کردہ یہ ادارہ پورے ملک میں خدمات انجام دیتا ہے۔اس ادارے میں 7000 ہیوی ڈیوٹی ٹرکس' ٹریلرز' تیل (خام' ڈیزل' پٹرول' خوردنی) کے ٹینکر اور پانی کے بورزرز انتہائی جان فشانی اور خلوص نیت سے آپریٹ کرتے ہیں۔

ٹرانسپورٹ کے لئے 50 فیصد سے زیادہ تیل مہیا کرنا' تمام چھوٹی بڑی ملز اور کارخانوں کے لئے مشینری' خام مال' گندم' چاول' گنا' کپاس' کھاد اور سیمنٹ وغیرہ کی ترسیل یعنی کہ اندرون ملک تمام اشیاء کی ترسیل اور امپورٹ' ایکسپورٹ میں یہ ادارہ ملک کے تمام اداروں میں سرفہرست ہے اور کارکردگی میں سب سے اعلیٰ ہے۔

اس کی اعلیٰ کارکردگی کی وجہ سے اس ادارے کو '' Gold Merucry Award '' سے بھی نوازا گیا ہے۔این ایل سی واحد ٹرانسپورٹ ادارہ ہے جس میں نہ ڈرائیورز کے مطالبات ہوتے ہیں نہ وہ ہڑتال کی کال کرتے ہیں بلکہ جب دوسرے ٹرانسپورٹرز ہڑتال کی کال دیتے تو این ایل سی والے عام حالات سے دگنا کام کرتے ہیں تاکہ عوام کو پریشانی کم سے کم ہو۔ملک کی انڈسٹریز چلتی رہے اور وطنِ عزیز ترقی کی راہ پر گامزن رہے۔ٹرانسپورٹ کے علاوہ این ایل سی سڑکوں' پلوں اور گودام کی تعمیر کرنے کا وسیع تجربہ رکھتی ہے اور کراچی ناردرن بائی پاس کی تعمیر میں ایف ڈبلیو او کے شانہ بشانہ کام کر رہی ہے۔

ہیوی مکینیکل کمپلیکس (ٹیکسلا)

اسلام آباد سے تقریباً 30 کلومیٹر کے فاصلے پر ایک لاکھ 60 ہزار مربع میٹر سے زیادہ رقبے پر پھیلے ہوئے اس کارخانے میں 1100 سے زیادہ کارکن دن رات وطنِ عزیز کی ترقی و خوشحالی میں کوشاں رہتے ہیں۔یہ انجینئرنگ کا ایک بہت بڑا کارخانہ ہے۔جس میں صنعتی یونٹس اور مشینری کی انجینئرنگ اور تخلیق انتہائی مہارت سے کی جاتی ہے۔

HMC' 27 سے زیادہ شوگر ملز مہیا کر چکا ہے جس میں سے دو بنگلہ دیش اور ایک انڈونیشیا کو برآمد کی گئی ہیں۔اسی طرح پانچ مکمل سیمنٹ پلانٹس ملکی ضروریات کے لئے تیار کر چکا ہے۔یہ کمپنی ISO9001 Certified ہے اور ملٹی نیشنل کمپنیوں کے ساتھ اس کا فنی اشتراک اور مشاورتی معاہدہ بھی ہے۔کمپنی بوائلر' پریشر ویسلز اور پائپنگ پر ASME کی سٹیمپ لگانے کی بھی مجاز ہے۔

☆☆☆☆

قسط سوم

کشمیر......تاریخ کے دریچے سے

سلطان محمد صابر

کشمیری روایات کے مطابق وادیٔ کشمیر کے باشندے ناگا مذہب کے پیروکار تھے جو کہ ان سے پہلے اس وسیع علاقے میں پھیلا ہوا تھا اور بدھ مت کے بعد بھی لوگ پتھروں کے بنے ہوئے بتوں اور یادگاروں کی پوجا پاٹ کرتے تھے بلکہ آرین کے وُرود سے پہلے سے ہندوستان میں پھیل چکا تھا۔ یہ لوگ کسی تہذیب اور مدنیت سے بھی آگاہ نہیں تھے اور نہ یہ معلوم ہے کہ اس وادی میں کب اور کہاں سے آئے۔ البتہ اس کی یادگاروں میں سے ایک تختِ سلیمان ہے جو اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ یہ ان لوگوں کی یادگار ہے جو فلسطین سے یہاں آئے ہوں گے۔ چنانچہ اسی بنا پر جو بھی سیاح کشمیر آتے رہے انہوں نے اپنے اپنے خیال اور گمان کے مطابق کشمیریوں کے اصل ونسل کے بارے میں رائے قائم کیں۔ ان میں ایک فریق کی رائے وہ ہے جو کشمیریوں کا تعلق عبرانیوں کے ساتھ بتاتے ہیں۔ ان میں کشمیر پر موجودہ دور کے محققین سر والٹر لارنس اور سر فرانسس ینگ ہزبنڈ نے یہ تسلیم کرلیا ہے اور فیصلہ دے دیا ہے کہ کشمیریوں کے مردوں، عورتوں اور بچوں میں یہودیوں کے سے چہرے نظر آتے ہیں۔ آنجہانی سر والٹر لارنس کہتا ہے کہ ان کے خمدار ناک اور من بھاتے چہرے ان کی عبرانیت کی دلیل ہے۔ سر فرانسس کہتا ہے کہ کسی اتھارٹی کے بغیر ہم تسلیم کرتے ہیں کہ کشمیری بنی اسرائیل کا آخری قبیلہ ہے، یعنی وہ گم شدہ قبیلہ جسے بعض مؤرخین نے افغان سمجھا ہے لیکن سر جارج گریئرسن کی تحقیق میں ثابت کیا گیا ہے کہ کشمیری زبان کا تعلق دراوڑی زبانوں کے خاندان سے ہے۔ سنسکرت گروپ سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے، اور افغان خون میں یہودی خون کی آمیزش بھی مشکوک ہے اور پھر پشتو زبان کا تعلق بھی ہند وایرانی خاندان سے ہے، البتہ پشتو اور کشمیری میں کچھ مشابہت اور مماثلت بھی نظر آتی ہے، جس پر ہم بعد میں بات کریں گے۔ کشمیر میں جو زبان بولی جاتی ہے اسے وہاں کے باشندے کشمیری نہیں کہتے بلکہ کوشور اور ملک کو کشمیر یا کاشیر کہتے ہیں۔ اسی طرح کشمیر میں یہودیوں کے وجود کے بارے میں البیرونی سمیت کسی نے بھی کوئی مستند ثبوت فراہم نہیں کیا۔ نہ کشمیر میں کوئی عبرانی عنصر پایا گیا۔

ان اندازوں اور مفروضوں کی وجہ غالباً تخت سلیمان، باغ سلیمان ہیں۔ جہاں تک تخت سلیمان کی بات ہے تو جیسے پہلے بتایا گیا ہے کہ پنجاب اور بلوچستان کو جدا کرنے والے پہاڑ کوہِ سلیمان پر بھی تخت سلیمان واقع ہے۔ پشتو زبان میں اسے ''کاسیوں کا پہاڑ'' (کسے غر) کہتے ہیں۔ تخت سلیمان سری نگر کے ایک پہاڑ پر واقع ہے۔ ان کی صحیح تاریخ کے بارے میں کسی مؤرخ اور محقق نے

کچھ بھی نہیں بتایا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل کے جس گمشدہ قبیلے کا ذکر عموماً کتابوں میں کیا گیا ہے۔ دراصل وہ کاسی قبیلہ تھا جو حضرت سلیمان علیہ السلام کے دور میں فلسطین سے نکلا اور پہلے ایران آیا اور پھر بقول ایرانی مؤرخ حسن پرنیا ایران سے غائب ہو گیا۔ ان کی تحقیقِ بسیار کے بعد بھی پتہ نہ چل سکا کہ وہ کہاں چلا گیا اور ہم نے بتا دیا کہ وہ ایران سے بلوچستان آئے اور پھر ان کی بعض چھوٹی چھوٹی شاخیں اس پہاڑ کے آس پاس خیمہ زن ہوئیں جو بعد میں فارسی میں ''کوہ سلیمان'' اور پشتو میں ''کسے غر'' کے نام سے مشہور ہوا۔ کوہ سلیمان کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ان کاسی قبائل کو مقامی لوگ اس لئے سلیمانی کہنے لگے کہ وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے دور میں ان کے ملک فلسطین سے آئے تھے۔ چونکہ فلسطین میں کاسی تقریباً ڈیڑھ سو سال سکونت کر چکے تھے اور اس دوران ظاہر ہے کہ اُن کے باپ دادا اس جہان فانی سے گزر گئے ہوں گے جب حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام فلسطین پر حکومت کرتے تھے اور یہ بھی کہ اس ڈیڑھ صدی کے دوران وہاں کی زبانوں نے بھی ایک دوسرے پر کافی اثر ڈالا ہو گا کیونکہ مخلوط معاشروں میں ایسا ہونا قدرتی بات ہے۔ چنانچہ یہ جو کشمیری زبان میں مورخین کو سامی اور آریائی زبانوں کے رنگ نظر آتے ہیں، یہ انہی کا اثر ہے۔ اس لئے یہ کہنا بے جا نہ ہو گا کہ کوہ سلیمان اور تخت سلیمان بلوچستان میں اور تخت سلیمان کشمیر میں بھی انہی کاسی قبائل کے نشانات و باقیات ہیں کہ یہ سب سے زیادہ قوی تاریخی قرینہ ہے۔ جہاں تک کشمیر کو ''باغ سلیمان'' کہنے والی بات ہے کہ مشہور ولی اللہ حضرت شاہ ہمدان نے، جو چودھویں صدی عیسوی میں ایران سے کشمیر تشریف لائے تھے، یہ نام رکھا تھا یا ازراہِ اُلفت یہ نام دیا تھا، تو اس کا پس منظر بھی غالباً یہی تھا کہ وہاں بھی تخت سلیمان موجود ہے۔ چنانچہ ان دلائل کی بنیاد پر کہا جا سکتا ہے کہ کشمیر کی اصل وجہ تسمیہ ''کاس میر'' ہے یعنی کاسیوں کے پہاڑ۔ لیکن یہ کہنا مشکل ہے کہ کاسی وہاں کب پہنچے اور جب پہنچے تو ظاہر ہے پہنچتے ہی ستی سار اس سے کشمیر نہیں بنا۔ اس تبدیلی میں بھی سالہا سال لگے ہوں گے۔ کیونکہ بقول سر اورل سٹین کہ سکندر اعظم کے زمانے میں جب وہ پنجاب آیا کشمیر کا نام سننے میں نہیں آیا تھا۔ بہر حال ہو سکتا ہے کہ اس وقت تک اس نام نے شہرت نہیں پائی تھی۔ کیونکہ کوئی بھی نام جب دوسرے نام کے ساتھ بدل جاتا ہے تو پرانا نام بھی جلد لوگوں کی زبان سے نہیں اُترتا نہ نیا نام جلد چڑھتا ہے۔ اس اُتار چڑھاؤ میں بھی کچھ عرصہ ضرور لگتا ہے۔ ہمارے ملک پاکستان میں ایسے مقامات اور ایسے راستے ہیں جن کے نام عرصہ ہوا بدل دیئے گئے ہیں لیکن پُرانے نام بزرگوں کی زبانوں سے ابھی تک نہیں اُترے۔ پھر اُس دَور اور اِس دَور میں تعلیمی اور مواصلاتی اعتبار سے اور طوالتِ زمانہ کے اعتبار سے جتنا فرق ہے اُس کو مدِنظر رکھتے ہوئے اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ کشمیر کا نام اپنانے میں کتنا عرصہ لگا ہو گا۔

کوہ سلیمان سے کشمیر پہنچنے میں کاسیوں کو کتنا عرصہ لگا اور یہ کن کن رستوں سے یہاں پہنچے۔ اس کا تفصیل سے جواب دینا تو مشکل ہے، البتہ نشاندہی کے لئے مختصراً عرض ہے کہ ان کے باقیات صوبہ سرحد میں پشاور کے مغرب میں خلیل نام کا ایک قبیلہ آباد ہے جو کاسیوں کی ایک بڑی شاخ ''کنڈ'' غورے خیل کی ایک شاخ ہے وہ اپنے قبائلی سربراہوں کے لئے اب بھی ''ارباب'' کا لقب استعمال کرتے ہیں جو کاسیوں کے سرداروں کے لئے قدیم زمانہ سے استعمال

ہوتا آیا ہے اور کوئٹہ بلوچستان کے کاسی بھی آج تک یہی لقب استعمال کرتے چلے آ رہے ہیں۔

انساب کے عام شجروں کے مطابق خخصے خیل اور غوریہ خیل قبیلے ''کند'' کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں اور یہ قبیلے ''کندہار'' (قندہار) کے آس پاس رہتے تھے۔ تاریخ ''دی پٹھان'' کا موئف سراولف کیرو اپنی کتاب کے صفحہ 243 میں لکھتا ہے کہ:

''قبائلی روایات کے مطابق خخصے خیل اور غوریہ خیل دو[illegible] قرب و جوار میں سکونت پذیر ہیں۔ یہ دونوں قبیلے پہلے دریائے غزنی سے سیراب ہونے والے طاس کے اس حصہ میں آباد [illegible] جو آب ایستادہ تک پھیلا ہوا ہے اور کندہار کے شمال مشرق میں بالائی وادی ترنک میں رہتے تھے۔ پھر وہاں سے براستہ کابل ننگر ہار سے ہوتے ہوئے وادیٔ پشاور میں پہنچے۔''

ژمند' جسے بعض لوگ ج کے مبادلے کے ساتھ ''جمند'' بھی کہتے ہیں' کاسی قبائل کی دوسری بڑی شاخ ہے۔ ان کو بھی حالات نے تتر بتر کر دیا تھا۔ ان کے چھوٹے چھوٹے مالدار قبیلے جدروزیا (مکران) آرا کوزیا (کندہار' پشین' کوئٹہ) کے علاقوں میں سکونت پذیر تھے۔ تاریخ بلوچستان کا موئف رائے بہادر لالہ ہتو رام (ص 750) پر لکھتا ہے کہ کسی زمانہ میں پشین' ژمند قبیلہ کے تصرف میں تھا۔ پھر نور ترین قبیلے نے ان پر لشکر کشی کر کے پشین سے نکال دیا اور یہ لوگ ملتان چلے گئے اور ان کی ایک شاخ خویشکی' غزنی اور کابل کے راستے غور بند جا کر آباد ہو گئی۔ جہاں اب (1907ء) میں بھی ان کے کچھ باقیات پائے جاتے ہیں۔ یہ لوگ اپنے سردار کی قیادت میں 1526ء میں ظہیر الدین بابر کے ساتھ ہندوستان فتح کرنے کی جنگ میں بھی شریک ہوئے' اور پانی پت کے میدان میں ابراہیم لودھی کے خلاف بابر کا ساتھ دیا۔ اس لڑائی میں سات سو ژمند مارے گئے۔ چنانچہ بابر ان پر بہت مہربان تھا۔ پھر یہ لوگ لاہور کے مشرق میں اُس جگہ آباد ہو گئے جہاں آج قصور جیسا مشہور شہر واقع ہے۔

کاسی قبائل چونکہ افغانستان میں نہیں ہیں اس لئے افغان قبائل میں یہ زیادہ معروف بھی نہیں ہیں' البتہ صوبہ سرحد کے ہنزہ' مہمند ایجنسی' خیبر ایجنسی اور ضلع نوشہرہ میں مختلف ناموں سے ان کے چھوٹے چھوٹے گھرانے اب بھی پائے جاتے ہیں۔ ضلع قصور میں البتہ خویشکی (ژمند) کافی تعداد میں آباد ہیں۔ بہر حال یہ تو ان کاسیوں کے باقیات ہیں جو قبل از اسلام کشمیر پہنچے تھے اور ستی سار اس کو کشور' کشمیر اور پھر آخر میں کشمیر بنا دیا۔ لیکن یہ کن کن راستوں سے کس زمانہ یا زمانوں میں اس وادیٔ جنت نظیر میں وارد ہوئے' قطعیت سے کچھ نہیں کہا جا سکتا اور نہ کوئی مؤرخ اس کا صحیح تعین کر سکا ہے۔

راجا ترنگنی کے اُس ترجمے کے مطابق جو سر اورل سٹین نے کیا ہے' وادیٔ کشمیر کا پہلا حکمران جو کرشن کا ہمعصر تھا گونندا تھا۔ بعض مؤرخین کہتے ہیں کہ کرشن جو ہندوؤں کا بڑا مذہبی رہنما تھا' حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہمعصر تھا چونکہ مورخین کی اکثریت نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا زمانہ 2200 ق م معین کیا ہے۔ اس حساب سے گونندا اور کرشن کا زمانہ بھی تقریباً 2200 ق م ہی ہونا چاہئے۔ اس کے بعد دمودارا آیا۔ اُس کے بعد یا کووتی۔ اُس کے بعد گونندا دوئم اور اُس کے بعد 35 بادشاہوں کا پتہ نہیں چل سکا۔ اُس کے بعد کشمیر پر مختلف خاندانوں نے حکومتیں کیں 1184 ق م میں گونندا خاندان نے پھر اپنی حکومت قائم کی

اور گونندا سوئم بر سرِ اقتدار آیا۔ اس خاندان کے کُل اکیس بادشاہ ہوئے ہیں جنھوں نے 1014 سال 9 مہینے اور 9 دن حکومت کی۔ ان کے بارہویں حکمران مہیرا کولا عرف تری کوتھیا کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ تین کروڑ لوگوں کا قاتل تھا۔ اس کے علاوہ اسلامی دور سے پہلے تک بے شمار بادشاہوں کی تاریخ کی تفصیل کشمیر کے بارے میں بعض کتابوں میں دی گئی ہے۔ جن میں آر ایس پنڈت کا انگریزی ترجمہ اور جوگیش چندر کا انگریزی ترجمہ شامل ہیں۔

سر اورل سٹین راجا ترنگنی کے دیباچہ میں لکھتا ہے:

''روایات ہمیں پیچھے رام چندر کے دور تک لے جاتی ہیں جو کہ رامائن کا سورما ہے۔ جو کہتا ہے کہ فتح ہونے پر وہ کشمیر گیا لیکن کیسے؟ اس کے آگے کچھ نہیں۔

(جاری ہے)

بڑے لوگوں کی بڑی باتیں

☆ عمدہ چیز کو حاصل کرنا کوئی خوبی نہیں، بلکہ اس کو عمدہ طریقے سے استعمال کرنا بڑی خوبی ہے۔ (جونس) ☆ تین آدمی میرے دوست ہیں ایک جو مجھ سے محبت کرتا ہے دوسرا جو مجھ سے نفرت کرتا ہے تیسرا جو مجھ سے کوئی واسطہ ہی نہیں رکھتا۔ کیونکہ پہلا محبت، دوسرا احتیاط اور تیسرا خود اعتمادی سکھاتا ہے۔ (بطلیموس) ☆ کوئی آئینہ انسان کی اتنی حقیقی تصویر پیش نہیں کرسکتا جتنی اس کی گفتگو پیش کرتی ہے۔ (بین جونس) ☆ حقیقی خوبصورتی کا سرچشمہ دل ہے، اگر یہ سیاہ ہے تو چمکتی آنکھیں کچھ کام نہیں دیتیں۔ (بوعلی سینا) ☆ قومیں فکر سے محروم ہو کر تباہ ہو جاتی ہیں، ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے مستقبل کی فکر کریں اور اپنے ملک کو زیادہ سے زیادہ بہتر بنانے کی کوشش کریں۔ (علامہ اقبال) ☆ دلوں کو فتح کرنے کے لیے تلواروں کی نہیں بلکہ عمل کی ضرورت ہے۔ (شیکسپیئر) ☆ ہماری نفرت ہمارے دشمنوں کو کم اور ہمیں زیادہ نقصان دیتی ہے۔ (پیٹ سن) ☆ آزادی صحافت میں جھوٹ بولنے کی آزادی شامل نہیں ہے۔ (پارک) ☆ دنیا کو بیماریوں، سیلابوں، آندھیوں اور زلزلوں نے اتنا نقصان نہیں پہنچایا جتنا کہ غلط مشوروں نے۔ (والٹیئر) ☆ مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ میں نے قتل کرنے والا کوئی ہتھیار ایجاد نہیں کیا۔ (ایڈیسن)

پروفیسر شاہ محمد سبطین شاہجہانی

مجاہدانِ کشمیر سے

یہ چناروں یہ گلابوں کی زمیں
جس کا ذرہ ذرہ فردوسِ بریں
حضرتِ بلؒ کی زیارت ہے یہاں
رشکِ مہر و ماہ رشکِ کہکشاں
نیا گرا سے بڑھ کے جس کے آبشار
جس کے کانٹے بھی بہار اندر بہار
جس کا خطہ خطہ جلووں کا امیں
جس کے ذرے ہیں ستاروں سے حسیں
وادی وادی جس کی ایمن زار ہے
ایسی جنت آج شعلہ بار ہے
ہر طرف دہشت ہے وحشت ہے ستم
ہر سحر پر دوپہر ہے شامِ غم
چار جانب کفر کی یلغار ہے
ظلم کی تصویر ہر کہسار ہے
چارجانب گولیوں کا زور ہے
ہر طرف بیچارگاں کا شور ہے
ہر مجاہد سر بکف ہے صف شکن
لرزہ براندام ہیں سب اہرمن
مرحبا صد مرحبا صد مرحبا
اے غلامانِ محمد مصطفیٰ ﷺ
کفر سے لڑنا تمہارا کام ہے
ساری دنیا میں تمہارا نام ہے
تم درخشندہ و رخشندہ جبیں
تم سا بیباک و نڈر کوئی نہیں
اپنے خوں سے سینچا ہے گلستاں
اب نہ آئے گی کبھی فصلِ خزاں
تم مجاہد، تم بہادر، تم دلیر
ہند کے سب سورما مٹی کے ڈھیر
آپ جھومر ہیں جبینِ وقت کا
آپ سے ہے رونقِ صبح و مسا
تیر گوں راہوں میں تم ایسے چلے
ظلمتوں کے درمیاں دیپک جلے
تم سے آتش گیر ہے ہر سومنات
خاک ہو جائیں گے سب لات و منات
کس بلندی پر ہے یہ رزم ووغا
ہے تمہارا حامی و ناصر خدا
یوں الاپے تم نے آزادی کے گیت
گلستاں میں جیسے چہکے عندلیب
توڑ ڈالا ظلم کی زنجیر کو
اور تاباں کر دیا کشمیر کو
اور اونچا پرچمِ اسلام ہو
زیرِ پا پھر سطوتِ اصنام ہو
تم میں اہلِ دل کا ہے سوزِ دروں
تم شریکِ زمرۂ لَاسیَحزَنُون
ابنِ قاسمؒ طارق و محمود ہو
زندہ باد اے ساتھیو اے دوستو
تم سے غافل کوئی اہلِ دل نہیں
خاتمِ ملت کے ہو تم وہ نگیں
وادئ کشمیر کے تم تاج ہو
تم غلامِ صاحب ﷺ معراج ہو
حق تعالیٰ کی عنایت ساتھ ہے
فتح و نصرت اب تمہارے ہاتھ ہے

باغِ پاکستان کے پھول

محمد سہیل قیصر ہاشمی

پاکستان کو قائم ہوئے پچاس برس سے زائد ہو چکا ہے۔ پاکستان بننے کے بعد جن محترم شخصیات نے اسے مضبوط اور توانا کیا نئی نسل کو ان کے بارے میں بتانے کے لئے میں نے کچھ شخصیات کو چنا ہے۔ یہ وہ نامور لوگ ہیں جو کسی نہ کسی طرح پاکستان کے لئے باعث فخر ہیں۔

☆ڈاکٹر سلیم الزماں صدیقی

معروف سائنس دان، کیمیا دان ڈاکٹر سلیم الزماں صدیقی 19 اکتوبر کو لکھنو میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے آبائی شہر سے حاصل کرنے کے بعد 1919ء میں علی گڑھ یونیورسٹی سے گریجویشن کی اور اس کے بعد یونیورسٹی کالج لندن اور فرینکفرٹ یونیورسٹی جرمنی میں 1927ء تک زیر تعلیم رہے۔

1928ء میں آپ طبیہ کالج دہلی میں حکیم اجمل خان کے ساتھ ڈرگ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ سے وابستہ ہو گئے اور دس سال تک اس ادارے کے ڈائریکٹر رہے۔ انہوں نے مختلف پودوں کو دوا کے طور پر استعمال کرنے کے سلسلے میں تحقیق کی۔ ان کی دوا اجملین کو پوری دنیا میں شہرت حاصل ہوئی۔

1940ء میں آپ کی خدمات کونسل آف سائنٹیفک انڈسٹریل ریسرچ (سی ایس آئی آر) نے حاصل کر لیں۔ جو دوسری جنگ عظیم کے دوران قائم ہوئی تھی۔ 1947ء کے اوائل میں ڈاکٹر صاحب کو نیشنل کیمیکل لیبارٹری انڈیا کا ڈائریکٹر مقرر کیا گیا۔ قیام پاکستان کے بعد ڈاکٹر صاحب اپنے بھائی چوہدری خلیق الزماں کے ہمراہ ہجرت کر کے پاکستان آ گئے اور یہاں انہوں نے پاکستان کونسل آف سائنٹیفک اینڈ انڈسٹریل ریسرچ کی بنیاد ڈالی۔ 1961ء میں پاکستان نیشنل سائنس کونسل کے قیام پر ڈاکٹر سلیم الزماں صدیقی کو اس کا پہلا چیئرمین مقرر کیا گیا۔ ان اداروں سے ریٹائر ہونے کے بعد ڈاکٹر سلیم الزماں کی خدمات جامعہ کراچی نے حاصل کر لیں اور ان کو جامعہ کراچی کے شعبہ کیمسٹری کا پروفیسر ریسرچ ڈائریکٹر مقرر کر دیا گیا۔

ڈاکٹر سلیم الزماں صدیقی کی سائنسی میدان میں خدمات پر انہیں متعدد قومی اور علمی اعزازات سے نوازا گیا۔

i-سوویت اکیڈمی کی جانب سے پہلا طلائی تمغہ

ii-فرینکفرٹ یونیورسٹی کی جانب سے ڈاکٹر آف سائنس کی اعزازی ڈگری

iii-ممبر آف آرڈر آف برٹش ایمپائر

iv-1964ء میں تمغہ پاکستان

v-1958ء میں ستارہ امتیاز

vi-1962ء میں صدارتی تمغہ حسن کارکردگی

vii-1966ء میں ہلال امتیاز

viii-کویت فاؤنڈیشن کی طرف سے 1981ء میں اسلامک میڈیسن کا اعزاز

ix-تھرڈ ورلڈ اکیڈمی آف سائنسز کا خصوصی انعام

ڈاکٹر صاحب نے اپنی تحقیق کے دوران تقریباً تین سو تحقیقی مقالے لکھے اور تقریباً پچاس کے قریب ادویات کے فارمولے تیار کیے۔ ڈاکٹر سلیم الزمان نے 14 اپریل 1997ء کو 93 سال کی عمر میں وفات پائی۔

☆☆☆☆

☆ڈاکٹر عبدالسلام

طبیعات میں نوبل انعام یافتہ پاکستانی سائنس دان ڈاکٹر عبدالسلام صوبہ پنجاب کے شہر جھنگ کے ایک گاؤں مکھیانہ میں 29 جنوری 1926ء کو جمعتہ المبارک کے روز دن کے نو بجے پیدا ہوئے۔

ڈاکٹر عبدالسلام نے 1958ء میں صرف 32 سال کی عمر میں نئے سائنسی نظریات پیش کر کے دنیا کو حیران کر دیا۔ 1979ء میں جب دو امریکی سائنس دانوں نے اپنی آزادانہ تحقیق کے نتیجے میں وہی اکیس سال قبل کی ڈاکٹر عبدالسلام کی تھیوری پیش کی تو ان دونوں سائنس دانوں کے ساتھ ڈاکٹر عبدالسلام کو بھی نوبل انعام دینا پڑا۔

ڈاکٹر عبدالسلام 21 نومبر 1996ء کو پاکستانی وقت کے مطابق صبح سوا آٹھ بجے اس دنیا سے رخصت ہوئے تو ان کی عمر ستر سال نو ماہ بائیس دن تھی۔

☆☆☆☆

☆حکیم محمد سعید

حکیم محمد سعید 9 جنوری 1920ء کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی۔ جس میں عربی و فارسی کے درس بھی شامل تھے۔ بعد ازاں قرآن مجید بھی حفظ کیا۔ 1936ء میں طبیہ کالج دہلی میں داخلہ لیا اور 1951ء میں فارغ ہونے کے بعد انگریزی کے ممتاز استاد ممتاز حسن سے انگریزی سیکھی۔ پاکستان کے قیام کے بعد آپ کراچی آ گئے اور ہمدرد کی بنیاد رکھی۔ 1958ء میں ہمدرد طبیہ کالج کا افتتاح فاطمہ جناح نے کیا تھا۔ 1954ء میں حکیم محمد سعید نے ہمدرد وقف اور پھر ہمدرد فاؤنڈیشن کی بنیاد ڈالی۔ حکیم صاحب نے زندگی بھر چائے نہیں پی، پہلے کافی کا شوق تھا وہ بھی 1979ء کے بعد چھوڑ دی۔ حکیم محمد سعید کو بچوں سے بہت محبت تھی۔ وہ ہر ماہ ملک کے مختلف شہروں میں ہمدرد نونہال اسمبلی منعقد کیا کرتے تھے اور خود بھی اس میں شریک ہوا کرتے تھے۔ 7 اکتوبر 1998ء کو وہ فجر کی نماز کے بعد اپنے مطلب جا رہے تھے کہ انہیں شہید کر دیا گیا۔

☆☆☆☆

☆ڈاکٹر کرنل الٰہی بخش

قائداعظم کے خصوصی معالج ڈاکٹر الٰہی بخش 12 ستمبر کو چک مغلانی ضلع جالندھر میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم چک مغلانی میں حاصل کرنے کے بعد 1921ء میں لندن سے میٹرک کیا۔ لندن سے ایم بی بی ایس اور ایم آر سی پی کی ڈگریاں لیں۔ 1931ء میں ایم ڈی کیا اور انڈین میڈیکل سروس میں شامل ہو گئے۔ 1936ء میں کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج میں فارما کالوجی کے پروفیسر مقرر ہوئے۔ وہ پہلے ہندوستانی مسلمان تھے جنہوں نے یہ اعزاز حاصل کیا۔ جنگ عظیم کے دوران انہیں فوجی خدمات کے لئے طلب کیا گیا اور 1942ء میں ملایا میں جاپانیوں نے قید کر لیا۔ آپ قائداعظم کے علاوہ سر عبدالقادر اور علامہ اقبال کے معالج بھی رہے۔ آپ نے قائداعظم کے آخری ایام کے عنوان سے ایک مختصر کتاب بھی لکھی۔ آپ 4 اپریل 1960ء کو فوت ہوئے۔

☆عبدالستار ایدھی

عبدالستار ایدھی 1933ء میں بھارت کے شہر جونا گڑھ میں پیدا ہوئے۔ایدھی صاحب نے گجراتی میں چار جماعتیں اور دو جماعتیں انگریزی میں پڑھیں۔ آپ دو بھائی اور دو بہنیں ہیں۔آپ ایدھی فاؤنڈیشن کے بانی ہیں جو خدمت خلق میں بین الاقوامی فاؤنڈیشن سمجھی جاتی ہے۔

☆☆☆☆

☆ایم ایم عالم

ائیر کموڈور (ریٹائرڈ) ایم ایم عالم قیامِ پاکستان سے قبل کلکتہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد سرکاری ملازم تھے۔آپ نے اکتوبر1953ء میں کمیشن حاصل کیا اور ستمبر 1965ء کی جنگ میں آپ نے ایک فضائی معرکے میں صرف دو منٹ میں بھارت کے پانچ جیٹ لڑاکا طیارے گرا کر عسکری تاریخ میں ایک نیا عالمی ریکارڈ قائم کیا۔مجموعی طور پر آپ نے دشمن کے گیارہ ہنٹر طیارے مار گرائے جو فضائیہ کے ایک اسکواڈرن کی دو تہائی کے برابر ہے۔آپ نے اس جنگ کے دوران 36 فضائی حملوں میں حصہ لیا۔آپ کو ستارہ جرأت کا اعزاز دیا گیا۔

☆مولانا ظفر علی خاں

مولانا ظفر علی خاں 1874ء میں ضلع گوجرانوالہ کے ایک موضع کوٹ مہرتھ میں پیدا ہوئے۔ابتدائی تعلیم آپ نے مشن ہائی سکول وزیر آباد میں حاصل کی اور مڈل کا امتحان وہیں سے پاس کیا۔پٹیالہ سے میٹرک کا امتحان پاس کرنے کے بعد آپ علی گڑھ چلے گئے۔آپ نے کرم آباد سے اخبار ”زمیندار“ جاری کیا۔یہ ہفتہ وار تھا اس کا مقصد زمینداروں اور کسانوں کی فلاح و بہبود تھا۔

مولانا ظفر علی خاں صحافت‘ خطابت‘ شاعری کے علاوہ ترجمے میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔قیام حیدر آباد میں آپ نے لارڈ کرزن کے انگریزی سفر نامہ ایران کا ترجمہ ”خیابان فارس“ کے نام سے کیا۔اس پر پنجاب یونیورسٹی نے پانچ سو روپے انعام دیا۔آپ 27 نومبر 1956ء کو دن کے گیارہ بجے اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔

☆☆☆☆

☆حمید نظامی

آپ 1915ء میں سانگلہ ہل میں پیدا ہوئے۔ابتدائی تعلیم سانگلہ ہل سے حاصل کرنے کے بعد آپ لاہور چلے آئے۔1932ء میں اسلامیہ کالج لاہور میں داخلہ لیا اور 1937ء میں کالج میگزین ”کریسنٹ“ کے اسسٹنٹ ایڈیٹر منتخب ہوئے۔ 1938ء میں بی اے میں آپ نے ایف سی کالج میں داخلہ لے لیا۔1940ء میں اس کالج سے ایم اے انگلش کا امتحان نمایاں حیثیت سے پاس کیا۔آپ نے 23 مارچ 1940ء کو پندرہ روزہ ”نوائے وقت“ کا آغاز کیا اور 22 جون 1944ء کو اسے روزنامہ بنا دیا گیا۔ 25 فروری 1962ء کو اچانک دل کا دورہ پڑنے سے آپ خالق حقیقی سے جا ملے۔

☆☆☆☆

☆میر خلیل الرحمٰن

آپ 19 جولائی 1921ء کو گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے۔میر صاحب نے ابتدائی تعلیم صدیقہ ہائی سکول پھاٹک‘ جشن خان دہلی اور مسلم ہائی سکول فتح پوری دہلی سے حاصل کی۔آپ نے جنگ کو پہلے شام کے اخبار کی حیثیت سے جاری کیا اور 15 اکتوبر 1943ء کو کراچی سے روزنامہ جنگ کا اجراء کیا۔13 نومبر 1959ء کو روزنامہ جنگ راولپنڈی‘ 12 اکتوبر 1962ء کو ڈیلی نیوز یکم جنوری 1967ء کو ہفت روزہ

اخبار جہاں 15 مارچ 1975ء کو جنگ لندن 13 مارچ 1972ء کو جنگ کوئٹہ اور 8 مئی 1991ء کو دی نیوز کراچی لاہور اسلام آباد کا اجراء کیا۔ اس طرح جنگ گروپ آف نیوز پیپر پاکستان کا سب سے بڑا اشاعتی ادارہ بن گیا۔ آپ نے 25 جنوری 1992ء کو رحلت فرمائی اور کراچی میں مدفون ہوئے۔

☆☆☆☆

☆ آغا شورش کاشمیری

آپ 14 اگست 1917ء کو امرتسر میں پیدا کئے۔ آپ کا اصلی نام عبدالکریم تھا۔ آپ معروف صحافی، ادیب، شاعر، خطیب اور دانشور تھے۔ نامساعد حالات کے باعث میٹرک کے بعد تعلیم جاری نہ رکھ سکے۔

قیام پاکستان کے بعد آپ نے کچھ عرصہ مولانا ظفر علی خان کے اخبار زمیندار اور روزنامہ آزاد کے شعبہ ادارت میں کام کیا۔ یکم جنوری 1949ء کو اپنے ہفت روزہ "چٹان" کا آغاز کیا۔ 1949ء سے 1975ء تک "چٹان" تمیں مرتبہ بندش کا شکار ہوا اور بیس مرتبہ آغا شورش کاشمیری گرفتار ہوئے۔ آپ کا پہلا مجموعہ "گفتنی و نا گفتنی" کے نام سے شائع ہوا۔

☆☆☆☆

☆ نسیم حجازی

آپ لکھنو میں پیدا ہوئے۔ آپ کو لکھنے لکھانے کا شوق تھا جبکہ آپ کے والد صاحب چاہتے تھے کہ آپ فوج میں کمیشن حاصل کریں۔ آپ نے پہلی کہانی لکھی تو اس کا ہیرو اسلام کا مجاہد بنایا۔ 1951ء میں جب آپ مصر اور مشرق وسطیٰ کے دورے پر آئے تو پھر دو ماہ کے لئے امریکہ چلے گئے۔ اس عرصہ میں آپ سلطان غوری پر ضروری تاریخی مواد جمع کر چکے تھے اور پھر آپ کا ناول آخری معرکہ منظر عام پر آیا۔ نسیم حجازی نے تاریخ کے حوالے سے ناول نگاری میں نہ صرف ایک مقام بنایا بلکہ آنے والے کے لئے ایک راہ متعین کردی۔

☆☆☆☆

☆ جمیل الدین عالی

آپ یکم جنوری 1926ء کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ اینگلو عربک کالج دہلی سے 1944ء میں بی اے کیا اور قیام پاکستان کے بعد یہاں آنے کے بعد وزارت تجارت میں اسسٹنٹ کی حیثیت سے عملی زندگی کا آغاز کیا۔ 1951ء میں انکم ٹیکس آفسر مقرر ہوئے۔ 1959ء میں ایوان صدر میں افسر بکار خاص مقرر ہوئے۔ 1966ء میں سرکاری ملازمت سے استعفیٰ دے کر 1967ء میں نیشنل بنک آف پاکستان سے وابستہ ہوئے اور سینئر ایگزیکٹو وائس پریذیڈنٹ کے عہدے پر پہنچے۔

1959ء میں پاکستان رائٹرز گلڈ قائم کیا اور 1967ء تک اس کے اعزازی سیکرٹری اور 1970ء تک جنرل سیکرٹری رہے۔ 1959ء سے 1962ء تک انجمن ترقی اردو پاکستان کے رکن رہے۔ آپ گزشتہ تیس برسوں سے روزنامہ جنگ میں ہفتہ وار کالم لکھ رہے ہیں۔ 1997ء میں آپ سینٹ کے رکن بھی منتخب ہوئے۔

☆☆☆☆

☆ ڈاکٹر جمیل جالبی

آپ 12 جون 1928ء کو علی گڑھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کا اصلی نام محمد جمیل خان ہے لیکن اپنے والد مشہور صحافی جالب دہلوی کی نسبت سے جالبی کہلواتے ہیں۔ 1943ء میں آپ نے گورنمنٹ ہائی سکول سہارن پور سے میٹرک کیا۔ 1947ء میں میرٹھ کالج سے بی اے اور پھر کراچی آ کر سندھ یونیورسٹی سے یکے بعد دیگرے ایم

اے انگریزی ایم اے اردو ایل ایل بی پی ایچ ڈی اور ڈیلٹ کی ڈگریاں حاصل کیں۔

1950ء سے 1952ء تک بہادر یار جنگ سکول میں ہیڈ ماسٹر رہے۔ 1953ء میں مقابلے کے امتحان میں کامیاب ہو کر انکم ٹیکس کے محکمہ سے وابستہ ہو گئے اور انکم ٹیکس کمشنر کی حیثیت سے ریٹائر ہوئے۔ نومبر 1980ء میں وزارت تعلیم سے منسلک ہوئے۔ یکم ستمبر 1963ء سے 31 اگست 1987ء تک جامعہ کراچی کے وائس چانسلر رہے۔ اس کے بعد مقتدرہ قومی زبان کے چیئرمین مامور ہوئے۔ 1965ء تا 1973ء اور 1974ء تا 1975ء چار مرتبہ داؤد ادبی انعام حاصل کیا۔ آپ نے پاکستانی کلچر' کلیات میرا جی' تاریخ اُردو ادب' قومی انگریزی لغت جیسی کتابیں لکھیں۔ آپ کو حکومت پاکستان نے ستارہ امتیاز اور ستارہ ہلال جیسے اعزازات سے نوازا۔

☆☆☆☆

☆اشفاق احمد

آپ 22 اگست 1925ء کو ضلع فیروز پور میں ڈاکٹر محمد خان کے گھر میں پیدا ہوئے۔ گورنمنٹ کالج لاہور سے ایم اے اردو کرنے کے بعد دیال سنگھ کالج میں پروفیسر مقرر ہوئے۔ اس کے بعد دو سال تک روم یونیورسٹی میں اردو کے لیکچرار رہے۔ وہیں سے اطالوی زبان میں ڈپلومہ کیا۔ نیویارک سے ریڈیائی نشریات کی تربیت حاصل کی۔ وطن واپسی پر اپنا اشاعتی گھر ''داستان سرائے'' قائم کیا اور رسالہ ''داستان گو'' جاری کیا۔ اشفاق احمد ٹی وی ڈرامہ نگاروں کے باوا آدم سمجھے جاتے ہیں۔ پچھلے چند برسوں میں وہ خصوصاً مذہب' روحانیت اور تصوف کی طرف مائل ہو گئے تھے۔

☆☆☆☆

☆میرزا ادیب

میرزا ادیب 14 اپریل 1914ء کو لاہور میں پیدا ہوئے۔ 1934ء میں اسلامیہ کالج لاہور سے بی اے کیا۔ 1935 میں مشہور ادبی جریدے ''ادب لطیف'' کے مدیر مقرر ہوئے اور 1941ء تک اس منصب پر فائز رہے۔ 1963ء میں چھوٹے بچوں کے لئے مختلف موضوعات پر تحریریں لکھیں۔ آپ کی کتاب پس پردہ پر آپ کو آدم جی ایوارڈ بھی مل چکا ہے۔

☆☆☆☆

☆حفیظ جالندھری

آپ 14 جنوری 1900ء کو جالندھر میں پیدا ہوئے۔ آپ کے بچوں کے گیتوں کے سات مجموعے شائع ہوئے۔ آپ کو حکومت پاکستان نے ہلال امتیاز اور حسن کارکردگی کا صدارتی ایوارڈ دیا۔ آپ کی تصانیف میں سب سے اہم شاہنامہ اسلام ہے جو چار جلدوں میں شائع ہوا۔ آپ قومی ترانے کے خالق ہیں۔ آپ نے 21 دسمبر 1982ء کو وفات پائی۔

☆☆☆☆

☆حنیف محمد

حنیف محمد پاکستان کرکٹ کی تاریخ کا اولین اور زریں باب ہیں۔ آپ 21 دسمبر 1934ء کو جونا گڑھ میں پیدا ہوئے۔ پانچ بھائیوں میں آپ تیسرے نمبر پر ہیں۔ ان کے والد شیخ اسماعیل محمد ہوٹل چلاتے تھے۔ 1958ء میں ان کی خدمات کے صلے میں انہیں پرائڈ پرفارمنس ملا۔ 1968ء میں ان کو وزڈن کے پانچ بہترین کرکٹرز میں شامل تھے۔ پاکستانی کرکٹ میں ان کا نام ہمیشہ کے لئے سنہری حروف میں لکھا جائے گا۔

☆☆☆☆

☆فضل محمود

پاکستان کرکٹ ٹیم کے ابتدائی دور میں فتوحات حاصل کرنے کا سہرا فضل محمود کے سر ہے۔انہوں نے اپنے کیریئر کے ابتدائی دور میں چار ملکوں کے خلاف میچ میں بارہ یا زائد وکٹیں لے کر پاکستان کو فتح دلائی۔

فضل محمود 18 فروری 1927ء کو لاہور میں پیدا ہوئے ان کے والد غلام حسین اسلامیہ کالج میں پروفیسر تھے۔گیارہ سال کی عمر میں انہوں نے پنجاب کرکٹ کلب کی طرف سے کھیلنا شروع کر دیا۔فضل محمود نے فرسٹ کلاس کرکٹ کا آغاز 44-1943ء میں کیا۔فضل محمود کو اوول کا ہیرو کہا جاتا ہے۔1955ء کی وزڈن میں ان کو دنیا کے پانچ بہترین کرکٹرز میں منتخب کیا گیا۔

☆☆☆☆

☆جہانگیر خان

سکواش کے سابقہ عالمی چیمپئن جہانگیر خان 10 اگست 1963ء کو کراچی میں پیدا ہوئے۔جہانگیر خان کے والد روشن خان بھی سکواش کے عالمی چیمپئن تھے۔

1979ء میں سولہ سال کی عمر میں عالمی شوقیہ سکواش چیمپئن شپ جیت کر پہلی کامیابی حاصل کی۔آپ نے اپنے سولہ سالہ کیریئر میں چھ مرتبہ عالمی چیمپئن شپ جیتی۔انہوں نے دس سال تک برٹش اوپن جیسا عظیم انٹرنیشنل اعزاز لگاتار جیت کر ایک نیا عالمی ریکارڈ قائم کیا۔1994ء میں آپ ریٹائر ہو گئے۔

☆☆☆☆

اقوالِ زرّیں

۱۔غم کا بہترین علاج مصروفیت ہے۔۲۔دوسروں کا دل توڑنے سے بہتر ہے تم اپنی خواہشات کا گلا گھونٹ لو۔۳۔آزادی کا مطلب یہ نہیں کہ مذہب اور اخلاق کی پابندی نہ کی جائے۔۴۔انسان کو عمل پر اختیار رہے مگر اس کے نتیجے پر نہیں۔۵۔خوبصورت ہونے کا معیار ہر جگہ بدل جاتا ہے لیکن خوب سیرت کا معیار کبھی نہیں بدلتا۔

دنیا میں کون، کب نیا سال مناتا ہے!

سائرہ گلزار

آیئے نئے سال کے آغاز پر ہم آپ کے اس سال کو خاص بناتے ہیں وہ اس طرح کہ ہم مختلف ممالک اور مذاہب میں پائے جانے والی نئے سال سے متعلق رسوم و روایات پر روشنی ڈالتے ہیں۔

کیا آپ جانتے ہیں کہ دنیا کے تمام ممالک ایک ہی وقت میں نیا سال نہیں مناتے بلکہ مختلف اوقات میں مختلف کیلنڈر استعمال کرتے ہیں۔

قدیم مصری روایات کے مطابق دریائے نیل میں سیلاب آنے پر مصر کے لوگ نیا سال منایا کرتے تھے۔روم کے لوگ جنوری میں نئے سال کو خوش آمدید کہتے ہیں اور جولیس سیزر(Julius Ceaser) نے ہی یہ روایت ڈالی کہ ہر سال جنوری کو یہ تہوار منایا جائے۔

یہودی قوم 11 اکتوبر کو نئے سال کی خوشی مناتی ہے اور اس کو وہ Rosh Hashanah کہتے ہیں۔یہودی اس کو ایک مذہبی تہوار کے طور پر مانتے ہیں۔

امت مسلمہ کا کیلنڈر قمری ہے اس لئے ان کے نئے سال کی آمد یکم محرم سے ہوتی ہے۔ایران میں نیا سال 21 مارچ کو منایا جایا ہے۔ہندومت میں نئے سال کی مختلف روایات پائی جاتی ہیں۔مغربی بنگال کے ہندو اس موقع پر گلابی، سرخ اور پیلا رنگ استعمال کرتے ہیں۔گجرات میں اکتوبر کے آخر میں ہندومت کے ماننے والے نیا سال مناتے ہیں یہ وہ وقت ہوتا ہے جب پورا ہندوستان دیوالی کا تہوار منا رہا ہوتا ہے۔

عوامی جمہوریہ چین میں 28 جنوری کو نئے سال کو خوش آمدید کہا جاتا ہے اور اس کو Yuan Tan کہتے ہیں۔پوری دنیا میں چینی لوگ یہ تہوار جوش و خروش سے مناتے ہیں۔

جاپانی قوم یکم جنوری کو یہ تہوار مناتی ہے یہ قوم ایک مسکراہٹ کے ساتھ نئے سال کا آغاز کرتی ہے کیونکہ ان کے نزدیک مسکراہٹ خوش قسمتی کی علامت ہے۔ امریکہ میں خصوصی فٹ بال میچوں کا انعقاد کیا جاتا ہے اور یکم جنوری ہی کو وہ لوگ نئے سال کا آغاز کرتے ہیں۔

مغربی دنیا میں یکم جنوری کو نیا سال شروع ہوتا ہے اور وہ اس موقع پر مختلف پارٹیاں اور پریڈیں منعقد کرتے ہیں۔

غرض یہ کہ دنیا کے ہر خطے میں نئے سال کو خوش آمدید کہنے کے مختلف طریقے اور اوقات ہیں لیکن نئے سال کے آغاز پر اس چیز کو ضرور مدنظر رکھنا چاہئے کہ اپنا محاسبہ کرتے ہوئے نئے سال کے لئے منصوبہ بندی کی جائے۔اپنے خودساختہ غلط خیالات کو ختم کر کے ایک نئے عزم اور حوصلے سے جس میں وطن سے محبت کا بے لوث جذبہ شامل ہو نئے سال میں داخل ہونا چاہئے۔

فارعہ بابر

سالِ نو

سالِ نو لائے اس سرزمیں کے لئے
یہاں کے باسیوں کے لئے
اُمید کی کرنیں، اتفاق کے جگنو
خوشیوں کی بہار، زندگی کے معنی
وطن کی قدر، مٹی کی محبت
حیات کا مقصد بنے
محبت کا فروغ!
اس کے جھرنوں کا پانی دھودے
ساری نفرتیں، بہادے سارے
انتشار کے بیج!

مٹادے سارے شکوے
جنم دے ایک اُمید کو
روشن کرے جو
نئے چراغ
وطن سے محبت کے
اور محبتوں کے نئے دیئے
پیامبر ہوں دنیا کے لئے
امن و آشتی کے
سالِ نو اس سرزمیں کے لئے

یاد رکھنے کی باتیں

ا۔اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم کرو اور اس پر قائم رہو۔(سورہ طٰہٰ) ۲۔حیا ایمان کی نشانی ہے۔(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) ۳۔طمانیت قلب چاہتے ہو تو حسد سے دور رہو۔(بابا فرید گنج شکرؒ) ۴۔بدترین شخص وہ ہے جو توبہ کی امید پر گناہ کرتا ہے اور زندگی کی امید پر توبہ!(شفیق بلخیؒ) ۵۔اگر روزی عقل سے حاصل ہوتی، تو دنیا کے تمام بیوقوف بھوکے مرجاتے۔(شیخ سعدیؒ) ۶۔خلق چار چیزیں ہیں! سخاوت، اُلفت، نصیحت اور شفقت۔(جنید بغدادیؒ) ۷۔کفر کے بعد سب سے بڑا گناہ دل آزادی ہے، خواہ مومن ہو یا کافر کی۔(مجدد الف ثانی) ۸۔مشرقی اقوام کو مغربی تہذیب پر تنقید کرنے کی ضرورت ہے، اس کی تقلید کی ضرورت نہیں۔(علامہ محمد اقبالؒ) ۹۔اگر تم نے ہر حال میں خوش رہنا سیکھ لیا ہے تو یقین کرو، زندگی کا سب سے بڑا فن سیکھ لیا۔(خلیل جبران)

گوشت کا صحیح استعمال

نسرین اختر

گوشت کو جلد سے جلد محفوظ کریں

غذائی ماہرین کے مطابق گوشت خواہ قربانی کا ہو یا روزمرہ کا، یہ خوراک کا وہ جزو ہے جسے Perishable یا جلد خراب ہونے والا کہا جاتا ہے۔ اس کی وجہ اس میں پانی کی مقدار کا زیادہ ہونا ہے جو تقریباً 75 فیصد ہوتی ہے جبکہ عام اناج اور دالوں میں پانی کی مقدار صرف 10 سے 15 فیصد ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اگر کسی چیز کو زیادہ عرصے تک محفوظ رکھنا ہو تو اس میں پانی کی مقدار ختم کر دی جاتی ہے۔ خشک اور تازہ دودھ کی مثال سب کے سامنے ہے۔ تازہ دودھ چند گھنٹے جبکہ خشک دودھ کو سالوں محفوظ رکھا جا سکتا ہے۔ لہٰذا گوشت کے لئے ضروری ہے کہ اسے قربانی کے فوری بعد (تین گھنٹوں کے اندر) استعمال کر لیا جائے یا پھر محفوظ کر لیا جائے۔

گوشت محفوظ کرنے کے طریقے

پانی جراثیم کی من بھاتی غذا اور پنپنے کی پسندیدہ چیز ہے جبکہ جراثیم تیزابیت سے بھاگتے ہیں لہٰذا یہ ضروری ہے کہ سب سے پہلے گوشت سے پانی ختم کیا جائے۔ اس کے لئے اسے دھوپ میں سکھا لیں، چولہے پر خشک کر لیں یا پھر فریز کر لیں۔ اگر تینوں طریقے حفظان صحت کے اصولوں کے مطابق ہوں تو گوشت خراب ہونے سے بچایا جا سکتا ہے۔ اگر گوشت کو دھوپ میں خشک کرنا مقصود ہو تو خیال رکھیں کہ مکھیوں اور کیڑوں، مٹی دھول سے محفوظ رہے۔ کسی پتلی جالی یا کپڑے سے ڈھانپ دیں تو زیادہ اچھا ہے۔ پھر تیز دھوپ میں دو سے ڈھائی گھنٹے رکھیں۔ اس عمل سے گوشت میں موجود تمام پروٹین پگھل کر ایک تہ سی بنا دے گا، پانی خشک ہو جائے گا اور گوشت بھی محفوظ ہو جائے گا۔ اس کے علاوہ نمک اور تیزابیت کے ذریعے بھی محفوظ رکھا جا سکتا ہے۔ مثلاً گوشت کو دھوپ میں خشک کرنے سے پہلے اس پر نمک کے ساتھ لیموں کا رس بھی لگا سکتے ہیں یا سرکہ چھڑک دیا جائے تو گوشت کو مزید زیادہ عرصے تک محفوظ رکھا جا سکتا ہے۔ کیونکہ نمک میں موجود سٹرک ایسڈ اور سرکے میں پایا جانے والا ایسٹک ایسڈ بھی جراثیم کو ختم کر دیتا ہے لیکن اگر دھوپ کم ہو یا نہ ہو تو گوشت کے پتلے پتلے قتلوں پر نمک یا دیگر مسالے لگا کر اوون میں خشک کر کے محفوظ کیا جا سکتا ہے، لیکن یہ بات یاد رکھیں کہ گوشت کو تادیر محفوظ کرنے کا بہترین طریقہ اسے فریز کر دینا ہے کیونکہ گوشت کو جما دینے کی صورت میں ان میں جراثیم کی نشوونما رک

جاتی ہے۔ ایسا گوشت جو لیموں یا مالٹے کا رس نچوڑ کر سکھایا گیا ہو آئرن (فولاد) کی کمی دور کرنے کے لیے بہترین غذا ہے۔ بالخصوص ایسے بچے جو فولاد کی کمی کا شکار ہوں یا حاملہ خواتین جنہیں فولاد کی کمی کی شکایت ہے۔ ایسا گوشت استعمال کر کے اپنی کمی پوری کرسکتی ہیں۔ اس سے زچہ کی صحت پر بھی صحت مند اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

گوشت کتنے عرصے تک استعمال کیا جائے؟

غذائی ماہرین کی متفقہ رائے ہے کہ فریز کیا ہوا گوشت عام طور پر تین ماہ تک قابل استعمال رہتا ہے۔ تاہم اگر صورت حال بہت مثالی ہو یعنی فریزر بہت اچھا ہو اور کم کھلے تو گوشت چھ ماہ تک قابل استعمال رہتا ہے۔ ہمارے ہاں چونکہ بجلی کا آنا جانا لگا رہتا ہے اور بعض اوقات طویل دورانیے کی لوڈ شیڈنگ ہوتی ہے جس سے گوشت کی حالت متاثر ہو جاتی ہے۔ یہ بات یاد رکھیے جو فریزر کم کھلے گا اور بند ہو گا ایسے گوشت کو تین ماہ تک استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک اور بات ذہن میں رہنی چاہئے کہ فریزر سے گوشت نکالنے کے بعد وہ صرف اتنی دیر محفوظ رہتا ہے جب تک اس میں سے برف پگھل نہیں جاتی۔ برف پگھلنے کی صورت میں فوری طور پر پکا لینا بہتر ہے کیونکہ جیسے ہی برف پگھل جاتی ہے جراثیم فوراً حملہ آور ہوتے ہیں اور زیادہ دیر ہونے کی صورت میں گوشت ناقابلِ استعمال ہو جاتا ہے۔ اس لئے بہترین طریقہ یہ ہے کہ پلاسٹک کی چھوٹی چھوٹی تھیلیاں استعمال کی جائیں جو روز مرہ کی ضرورت کے مطابق ہوں۔ ہمارے ہاں عام طور پر خواتین محنت سے بچنے کے لئے گوشت کو بڑی بڑی تھیلیوں میں ڈال کر فریزر میں رکھ دیتی ہیں جس سے اس کے خراب ہونے کے زیادہ امکانات ہوتے ہیں۔

ایک مرتبہ برف پگھلانے کے بعد دوبارہ گوشت کو فریز کرنا حفظان صحت کے اصولوں کے منافی ہے۔ ایک اور بات جو انتہائی اہم ہے وہ یہ کہ گوشت تقسیم کرنے یا وقتی طور پر محفوظ کرنے کے لئے اخبار کا کاغذ ہرگز استعمال نہیں کرنا چاہئے۔ ماہرین کے مطابق اخباری کاغذ کی روشنائی میں لیڈ ہوتا ہے جو انتہائی خطرناک ٹاکسن ہے۔ اس کام کے لئے بلاٹنگ پیپر بہترین ہے۔

خراب گوشت کی پہچان کیسے ہو؟

خراب گوشت میں قدرتی طور پر ایسے مادے پیدا ہو جاتے ہیں جو بو دینے لگتے ہیں اور انسان کو معلوم ہو جاتا ہے کہ گوشت صحیح نہیں رہا۔ اس کے علاوہ گوشت خراب ہونے کی صورت میں اپنا رنگ تبدیل کر لیتا ہے جو پہلے کچھ گہرا اور پھر سبزی مائل ہرا ہو جاتا ہے پھر گوشت کی ساخت بھی اس کی خرابی کا پتہ دینے لگتی ہے۔ اس کے علاوہ بیمار جانور کا گوشت بھی انسانی صحت کے لئے مفید نہیں ہوتا۔ اس گوشت میں ٹاکسن (نامیاتی زہر) پیدا ہو جاتا ہے اور یہ کلیجی میں جمع ہو جاتا ہے۔ ایسے گوشت کے استعمال سے گوشت میں موجود نامیاتی زہر انسانی جسم میں داخل ہو جاتا ہے اور بہت سے امراض کا باعث بنتا ہے۔ اکثر اوقات فوڈ پوائزننگ، ڈائریا وغیرہ کا موجب یہی عوامل ہیں۔ یہاں تک کہ ان سے کینسر بھی ہو سکتا ہے۔ دیکھا گیا ہے کہ قربانی کے فوری بعد گھروں میں کلیجی پکائی جاتی ہے لہٰذا پکانے سے قبل اس بات کا اطمینان کر لیں کہ کلیجی میں سوراخ وغیرہ تو نہیں ہیں یا اس کی رنگت خراب تو نہیں ہے، اگر ایسا ہے تو گوشت پکانے سے گریز کریں۔

تازہ گوشت کی پہچان

تازہ اور عمدہ گوشت کا رنگ پیازی یا گلابی ہوتا ہے۔ یہ چھونے سے ملائم اور تازہ محسوس ہوتا ہے۔ ایسا گوشت جلد رطوبت نہیں چھوڑتا جبکہ زردی مائل سرخ گوشت یا گہرا سرخ گوشت زیادہ اچھا نہیں ہوتا۔ ایسا گوشت جلد خراب ہو جاتا ہے اور صحت کے لئے زیادہ فائدہ مند بھی نہیں ہوتا۔

گوشت کتنا کھانا چاہئے؟

ماہرینِ خوراک متوازن غذا کے چارٹ میں جو چیز سب سے کم استعمال کرنے کی ہدایت دیتے ہیں وہ چکنائی اور گوشت ہے۔ جب بھی ان دونوں چیزوں کا استعمال انسانی خوراک میں اعتدال سے بڑھے گا یقیناً مضر صحت اثرات ظاہر ہوں گے۔ عام طور پر صحت مند یا بڑھتی عمر کے افراد دن بھر میں 70 گرام گوشت استعمال کر سکتے ہیں جبکہ بیمار افراد کے لئے یہ اور زیادہ تکلیف کا باعث بن سکتا ہے۔ خاص طور پر بلڈ پریشر اور دل کے مریضوں کو بہت احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔ ڈاکٹر کی ہدایت کے مطابق یہ جتنی گوشت کی مقدار استعمال کرتے ہوں انہیں اس میں سے چکنائی کا قطعی خاتمہ کر دینا چاہئے کیونکہ جانور کی چکنائی جسم میں ٹرائی گلیسرائیڈز کی مقدار بڑھا دیتی ہے اور بہت سی بیماریوں کا سبب بنتی ہے۔ لہٰذا اگر یہ مریض گوشت کھانا چاہیں تو مکئی، سویابین یا سورج مکھی کے تیل میں پکا کر کھائیں۔ ساتھ ہی کچی سبزیوں، پھلوں اور پانی کا استعمال بڑھا دیں۔ اس کے علاوہ بڑی عمر کے افراد بھی دل، گردے، کلیجی اور پائے وغیرہ کھانے میں احتیاط کریں۔

غذائی ماہرین کے مطابق اگر آپ نے عید کے بعد ایک دو روز تک زیادہ گوشت کھایا ہے تو اس کے بعد دو روز تک پھل اور سبزیاں استعمال کریں یا کم از کم گوشت کے ساتھ سبزیاں اور پھل بھی غذا میں شامل رکھیں تاکہ خوراک متوازن رہے۔ زیادہ تیز نمک، مرچ مسالوں والے کھانوں سے بھی گریز کریں ایسے کھانے معدے کے مختلف امراض کا باعث بن سکتے ہیں۔ اگر آپ ایک دن گوشت کھاتے ہیں اور دوسرے دن سبزی، تو یہ بھی متوازن غذا ہی میں شمار ہوتی ہے۔ لہٰذا اگر آپ ایک دن ایسا نہیں کر سکتے تو دوسرے دن کر لیں۔ اس ضمن میں ایک اور بات یاد رکھنی چاہئے کہ غیر متوازن خوراک کے نتائج فوری طور پر کم ہی سامنے آتے ہیں بلکہ یہ طویل عرصے بعد جوڑوں کے درد، یورک ایسڈ بڑھنے اور مسکولر وغیرہ کی صورت میں سامنے آ سکتے ہیں۔

غذائی ماہرین کی رائے میں عید کے دنوں میں بھی گوشت کا استعمال اتنا ہی کریں جتنا آپ کے لئے فائدہ مند ہے، چونکہ بچوں کو بڑوں کے مقابلے میں پروٹین کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے اس لئے وہ کچھ مقدار بڑھا دیں تو کوئی مضائقہ نہیں۔

گوشت پکانے کا مناسب طریقہ

ماہرین کی رائے میں گوشت پکانے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ اسے کم سے کم وقت میں پکایا جائے۔ دھیمی آنچ پر گوشت کو گھنٹوں گلانے کے لئے چھوڑ دینا قطعی صحیح نہیں ہے۔ گوشت کو کم وقت میں بھاپ میں پکانا بے حد مفید ہے اور اس کے لئے بہترین چیز پریشر ککر ہے۔ جس سے گوشت جلدی گلتا ہے اور غذائیت بھی برقرار رہتی ہے۔ اس کے علاوہ مسالوں کا استعمال کم سے کم رکھا جانا چاہئے۔ گھی کے بجائے تیل میں کھانا پکانے کو ترجیح دیں کیونکہ گھی غیر سیر شدہ چکنائی ہے جو انسانی صحت کے لئے مضر سمجھی جاتی ہے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

☆ صرف کراچی میں پانچ لاکھ سے زائد جانور ذبح ہوتے ہیں۔

☆ پاکستان میں کل دس لاکھ سے زائد جانور ذبح کیے جاتے ہیں۔

☆ نوے فیصد پاکستانی کھال کی پرواہ نہیں کرتے اور بے احتیاطی میں ادھر اُدھر پھینک دیتے ہیں۔

☆ جعلی قصابوں کے باعث ہر سال 15 کروڑ سے زائد مالیت کی کھالیں خراب ہو جاتی ہیں۔

☆ پاکستانی ہر سال 50 ارب روپے کا گوشت کھا جاتے ہیں۔

☆ 49 فیصد لوگ گائے، بھینس، بھیڑ اور بکروں وغیرہ پر مرغی کے گوشت کو ترجیح دیتے ہیں۔

☆ پاکستان میں 14 لاکھ ٹن گوشت پیدا ہوتا ہے جس میں سے 44 فیصد بھیڑ بکریوں وغیرہ سے حاصل ہوتا ہے۔

☆☆☆☆

ارشادِ قائد

وہ کون سا رشتہ ہے جس میں منسلک ہونے سے تمام مسلمان جسدِ واحد کی طرح ہو گئے۔ وہ کون سی چٹان ہے جس پر ان کی ملت کی عمارت استوار ہے۔ وہ وان سالنگر ہے جس سے اُمت کی کشتی محفوظ کر دی گئی ہے؟ وہ رشتہ، وہ چٹان، وہ لنگر خدا کی ایک کتاب قرآن مجید ہے۔ مجھے یقین ہے کہ جوں جوں ہم آگے بڑھتے جائیں گے ہم میں زیادہ سے زیادہ اتحاد پیدا ہوتا جائے گا۔ ایک خدا، ایک رسول، ایک کتاب، ایک امت۔

(اجلاس مسلم لیگ، کراچی ۱۹۴۳ء)

وزیر مملکت برائے اطلاعات ونشریات انیسہ زیب طاہر خیلی مزاحیہ مشاعرہ کے شرکاء سے لیاقت ہال راولپنڈی میں خطاب کر رہی ہیں۔10 دسمبر 2004ء

بھوٹان کے وزیر اطلاعات ونشریات نے وزیر مملکت برائے اطلاعات ونشریات
انیسہ زیب طاہر خیلی سے اسلام آباد میں ملاقات کی۔14 دسمبر 2004ء

وزیر مملکت برائے اطلاعات ونشریات انیسہ زیب طاہر خیلی راولپنڈی
میں یوم قائداعظم کی تقریب سے خطاب کر رہی ہیں۔30 دسمبر 2004ء

2005

January

Sun	Mon	Tue	Wed	Thu	Fri	Sat
[illegible]						1
[illegible]	31					
[illegible]	3	4	5	6	7	8
[illegible]	10	11	12	13	14	15
[illegible]	17	18	19	20	21	22
[illegible]	24	25	26	27	28	29

February

Sun	Mon	Tue	Wed	Thu	Fri	Sat
		1	2	3	4	5
6	7	8	9	10	11	12
13	14	15	16	17	18	19
20	21	22	23	24	25	26
27	28					

March

Sun	Mon	Tue	Wed	Thu	Fri	Sat
		1	2	3	4	5
[illegible]	7	8	9	10	11	12
[illegible]	14	15	16	17	18	19
[illegible]	21	22	23	24	25	26
[illegible]	28	29	30	31		

April

Sun	Mon	Tue	Wed	Thu	Fri	Sat
					1	2
[illegible]	4	5	6	7	8	9
[illegible]	11	12	13	14	15	16
[illegible]	18	19	20	21	22	23
[illegible]	25	26	27	28	29	30

May

Sun	Mon	Tue	Wed	Thu	Fri	Sat
1	2	3	4	5	6	7
8	9	10	11	12	13	14
15	16	17	18	19	20	21
22	23	24	25	26	27	28
29	30	31				

June

Sun	Mon	Tue	Wed	Thu	Fri	Sat
			1	2	3	4
[illegible]	6	7	8	9	10	11
[illegible]	13	14	15	16	17	18
[illegible]	20	21	22	23	24	25
[illegible]	27	28	29	30		

July

Sun	Mon	Tue	Wed	Thu	Fri	Sat
[illegible]					1	2
[illegible]	4	5	6	7	8	9
[illegible]	11	12	13	14	15	16
[illegible]	18	19	20	21	22	23
[illegible]	25	26	27	28	29	30

August

Sun	Mon	Tue	Wed	Thu	Fri	Sat
	1	2	3	4	5	6
[illegible]	8	9	10	11	12	13
[illegible]	15	16	17	18	19	20
[illegible]	22	23	24	25	26	27
[illegible]	29	30	31			

September

Sun	Mon	Tue	Wed	Thu	Fri	Sat
				1	2	3
[illegible]	5	6	7	8	9	10
[illegible]	12	13	14	15	16	17
[illegible]	19	20	21	22	23	24
[illegible]	26	27	28	29	30	

October

Sun	Mon	Tue	Wed	Thu	Fri	Sat
						1
	31					
[illegible]	3	4	5	6	7	8
[illegible]	10	11	12	13	14	15
[illegible]	17	18	19	20	21	22
[illegible]	24	25	26	27	28	29

November

Sun	Mon	Tue	Wed	Thu	Fri	Sat
		1	2	3	4	5
[illegible]	7	8	9	10	11	12
[illegible]	14	15	16	17	18	19
[illegible]	21	22	23	24	25	26
[illegible]	28	29	30			

December

Sun	Mon	Tue	Wed	Thu	Fri	Sat
				1	2	3
[illegible]	5	6	7	8	9	10
[illegible]	12	13	14	15	16	17
[illegible]	19	20	21	22	23	24
[illegible]	26	27	28	29	30	31

گوشت کے پکوان

بشکریہ: ہمدرد

امریکن ران بیف روسٹ

1-ران کے گول گوشت کا ٹکڑا ڈھائی کلو

2-بڑے گوشت کی یخنی	۳ پیالی
3-اصلی سرکہ	ایک پیالی
4-لہسن کی کلیاں کچلی ہوئی	۱۰۔۱۲ عدد
5-بڑی پیاز کٹی ہوئی	ایک عدد
6-رائی باریک پسی ہوئی	چوتھائی پیالی
7-سوئے کے بیج	دو چائے کے چمچ
8-گندم کا بے چھنا آٹا	دو تین چائے کے چمچ
9-پانی	نصف پیالی

10-آلو چار ٹکڑوں میں کٹے ہوئے ۱۲ عدد

11-نرم گاجریں کٹی ہوئی	۲۵۰ گرام
12-فراش بین یا سیم کی تازہ پھلیاں	۲۵۰ گرام
13-نمک	حسب ذائقہ

طریقہ

گوشت کا ٹکڑا صاف کرنے کے بعد دھو کر خشک کر لیں اور اسے کسی نوکیلی چھری وغیرہ سے کچوکے لگائیں۔ اسٹین لیس سٹیل یا شیشے کے برتن میں رکھ کر ایک سے سات نمبر تک کی تمام اشیاء گوشت پر ڈال کر اسے ڈھک کر ریفریجریٹر میں ۲۴ گھنٹے پڑا رہنے دیں۔ ۲۴ گھنٹے بعد موٹے پیندے کے مناسب برتن میں گوشت اور اس میں ڈالی تمام اشیاء کے ساتھ ڈال کر اس برتن کو چولہے پر رکھ کر گرم کریں۔ جب جوش آجائے تو ڈھک کر دھیمی آنچ پر پکنے دیں۔ کوئی تین ساڑھے تین گھنٹوں میں گوشت گل جائے گا۔

گوشت کو شوربے سے نکال کر دس پندرہ منٹ بعد اس کے پتلے پتلے سلائس کاٹ کر چوڑی ڈش میں پھیلا کر رکھ دیں۔ برتن میں بچے ہوئے شوربے کو چھان لیں۔ آدھی پیالی پانی میں آٹے کو اچھی طرح گھول لیں۔ شوربے کو جوش دیں اور اس میں گھولا ہوا آٹا ڈال کر ۲ منٹ پکائیں۔ گٹھلیاں نہ بننے دیں۔

گاجر آلو کے ٹکڑے کٹی ہوئی پھلیاں بہ قدر ضرورت پانی میں گلا لیں اور گوشت کے قتلوں پر پھیلا کر اوپر سے گوشت کا گاڑھا شوربہ نمک ملا کر انڈیل دیں۔ اس شوربے میں اپنی پسند کے مطابق پسی ہوئی کالی مرچ کا اضافہ کر سکتے ہیں۔ ڈبل روٹی کے توس یا شیر مال کے ساتھ یہ گوشت مزہ دے گا۔ اسے بغیر روٹی کے بھی کھایا جا سکتا ہے۔

یخنی

بقرعید کے موقع پر بڑے گوشت کے پردوں اور ہڈیوں کو جوش دے کر چھان کر ریفریجریٹر میں رکھ دیں۔ چکنائی اوپر کی سطح پر جمنے کے بعد دور کریں۔ یہ یخنی اس ڈش کے علاوہ اور قسم کی ڈشوں یا سوپ وغیرہ کی تیاری میں بھی کام آسکتی ہے۔ اس طرح حسب پسند دیگر ابلی ہوئی سبزیاں بھی اس میں شامل کی جاسکتی ہیں۔

☆☆☆☆

مچھلی کھایئے' بیماریاں بھگایئے

شیخ عبدالحمید عابد

مچھلی کی بے شمار قسمیں ہیں۔ بعض قسمیں زہریلی بھی ہوتی ہیں اور بعض کے جسم بجلی کے قمقمے کی طرح روشن ہوتے ہیں۔ بعض اتنی بڑی ہوتی ہیں کہ کوئی دوسرا جانور جسامت میں ان کے برابر نہیں ہوتا' مثلاً شارک۔ تاہم وہیل سب سے بڑا سمندری حیوان ہے جسے غلط طور پر مچھلی کیا جاتا ہے۔

مچھلی ابتدا ہی سے انسان کی مرغوب غذا رہی ہے۔ اس کا گوشت قوت بخش اور زود ہضم ہوتا ہے۔ اس میں غذائیت بخش اجزا وافر مقدار میں پائے جاتے ہیں۔ مچھلی کے گوشت میں فاسفورس کی موجودگی جسم کی پرورش کرنے کے علاوہ دماغ کو قوت دیتی ہے۔ ذہانت کی ترقی کے لئے ہمیشہ مچھلی پر بھروسا کرنا چاہئے۔ مچھلی کو حیاتین الف (وٹامن اے) اور حیاتین د (وٹامن ڈی) کا خزانہ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا۔ یہ دونوں حیاتین آنکھوں' جلد' دانتوں اور ہڈیوں کے لئے بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔

مچھلی کے گوشت میں حیاتین ب (وٹامن بی) خصوصاً نیاسین اور ب ٦ (بی ٦) بکثرت ہوتے ہیں۔ یہ حیاتین اور لحمیات کے ہضم میں خاص اہمیت رکھتے ہیں۔ یہ جلد اور اعصابی نظام کی خرابیاں اور کمزوریاں دور کرنے میں مدد دیتے ہیں۔ مچھلی سے حاصل ہونے والا فلورائڈ دانتوں کو مضبوط بناتا اور انہیں بیماریوں سے بچاتا ہے۔

یہ کہاوت کہ مچھلی دماغ کی غذا ہے' بالکل درست ہے۔ آج کل اعصاب و دماغ کے علاوہ دل کی بیماریاں بھی عام ہیں۔ اگر آپ دل کی شکایات سے بچنے کے لئے صحیح غذا کھانا چاہتے ہیں تو پھر مچھلی کھایئے۔ مچھلی خاص قسم کے روغنیات حاصل کرنے کا بھی ایک ذریعہ ہے جو غذا کو بدن کا حصہ بنانے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

ماہرین کی تحقیقات سے یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ مچھلی کا تیل کولیسٹرول اور چربی کی مقدار کم کر کے عارضۂ قلب میں مبتلا ہونے سے بچاتا ہے۔ خون کا گاڑھا پن دل کے دورے کا باعث بنتا ہے۔ مچھلی کا تیل خون کو گاڑھا یا منجمد نہیں ہوتے دیتا۔ خون کے گاڑھا ہونے سے لوتھڑے بن جاتے ہیں جو دل کے دورے کا بڑا سبب بنتے ہیں۔ حالیہ تحقیق کے مطابق اومیگا 3 نامی چکنائی بلڈ پریشر کم کرتی اور جلدی بیماریوں مثلاً چنبل اور خارش سے محفوظ رکھتی ہے۔ سوزش اور جوڑوں کے درد کی تکلیف کو کم کرتی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ دماغی نشوونما میں مدد دیتی ہے۔

پرہیزی غذا کھانے والے بیشتر افراد جانتے ہیں کہ مچھلی کم حراروں والی پروٹین حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہوتی

ہے۔ایک پکی ہوئی مچھلی کا سو گرام کا ایک ٹکڑا ایک بالغ شخص کو درکار پروٹین کی مجوزہ غذا کا ایک تہائی مہیا کرتا ہے۔اس میں ایک سو سے کم حرارے ہوتے ہیں اور جدید تحقیق نے بھی ظاہر کر دیا ہے کہ مچھلی کے کھانے سے دل کی بیماریوں کا خطرہ کم ہو جاتا ہے۔ایک مچھلی میں پائے جانے والے کل روغنیات میں فقط ۱۱ سے ۲۷ فیصد سیر شدہ (سیچوریٹڈ) یعنی جمنے والی چربی ہوتی ہے۔جب کہ گائے کے گوشت میں اس کی مقدار ۴۸ فی صد ہوتی ہے۔یاد رہے کہ کیمیائی اصطلاح میں منجمد چکنائی سیر شدہ کہلاتی ہے مثلاً مکھن، حیوانی چربی، ناریل کا تیل، بناسپتی گھی۔اس کے برعکس عام درجہ حرارت پر نہ جمنے والے نباتاتی غیر سیر شدہ (اَن سیچوریٹڈ) ہوتے ہیں۔

مچھلی کا تیل قلبی امراض کے علاج کے لئے بے حد مفید ثابت ہوا ہے۔حال ہی میں ہونے والی ایک تحقیق سے یہ واضح کیا ہے کہ دل کے دورے سے زوبہ صحت ہونے والے ۲۰۳۳ افراد میں سے ایک تہائی وہ لوگ تھے جو ہفتے میں ایک یا دو بار مچھلی کھاتے تھے۔اسی طرح جنوبی ویلز کے معالجوں کی تحقیق کے مطابق دل کے دورے کا شکار ہونے والے ایسے افراد میں موت کی شرح ۲۹ فیصد کم تھی، جو ہر ہفتے ۲۰۰ گرام سے ۴۰۰ گرام مچھلی کھاتے تھے لیکن مچھلی کے تیل (کاڈلیور آئل) کا استعمال بہت زیادہ نہیں کرنا چاہئے کیونکہ اس سے وزن بڑھ جاتا ہے۔

سمندر اور بہتے پانی کی مچھلی بہترین سمجھی جاتی ہے۔چھوٹی جھیلوں، تالاب اور جوہڑ کی مچھلیاں بجائے صحت دینے کے نقصان کا باعث بنتی ہیں۔باسی اور کچی پکی مچھلیاں کھانے سے بدہضمی اور فاسد خون کی بیماریاں لاحق ہوتی ہیں۔اس لئے مچھلی ہمیشہ تازہ کھانی چاہئے۔تازہ مچھلی کی پہچان یہ ہے کہ اس کی آنکھ کے ڈھیلے ابھرے ہوئے ہوتے ہیں اور گلپھڑے شوخ گلابی رنگ کے ہوتے ہیں۔

آپ بھی اپنی غذا میں مچھلی کو ضرور شامل کیجئے اور نہ صرف دل کی بیماریوں سے محفوظ رہیے بلکہ عمدہ صحت کے مزے بھی لیجئے۔

☆☆☆☆

چھ پھول

☆ انصاف کی ایک گھڑی ستر برس کی عبادت سے بہتر ہے۔☆ خوش کلامی ایسا پھول ہے جو کبھی نہیں مرجھاتا۔☆ انسان کو دریا کی طرح سخی، سورج کی طرح شفیق، اور زمین کی طرح نرم ہونا چاہئے۔☆ دنیا میں وہی لوگ سربلند ہوتے ہیں جو تکبر اور غرور سے دور ہوں۔☆ مصیبت کے وقت گھبرانا سب سے بڑی مصیبت ہوتی ہے۔

آنکھوں کی حفاظت کیجئے

ڈاکٹر وجاہت لطیف

آنکھیں اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہیں۔اس کی قدر و قیمت ان سے پوچھئے جو بصارت جیسی نعمت سے محروم ہیں۔ جدید ترقی یافتہ دور کی چمک دمک نے جہاں بہت ساری ایجادات اور جدید ترین ٹیکنالوجی سے متعارف کروا کر انسان کے لئے آسانیاں پیدا کر دی ہیں، وہاں ان کے مابعد اثرات نے بھی انسان کو نت نئے مسائل سے دوچار کر دیا ہے۔ ٹیلی ویژن اور کمپیوٹر سے جہاں انسان کو کئی فوائد حاصل ہیں وہاں ان کے بے جا اور غلط استعمال سے کئی قسم کی پیچیدگیوں نے بھی جنم لیا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ سڑکوں پر دھواں چھوڑتی گاڑیاں، بے ہنگم شور، کیمیکلز اور کارخانوں و فیکٹریوں سے نکلنے والے مضر صحت مواد سے جہاں کئی بیماریوں اور مسائل نے جنم لیا ہے وہاں آنکھیں بھی ان سے شدید متاثر ہو رہی ہیں اور ایک اندازے کے مطابق آنکھوں کی بیماریوں میں شدید اضافہ نوٹ کیا گیا ہے۔ موتیا، اندھراتا، کم دکھائی دینا، حتیٰ کہ بصارت سے محرومی جیسے مسائل دن بدن بڑھتے جا رہے ہیں۔

آنکھوں کی صحت کے لئے احتیاط کے طور پر آنکھوں میں ہرگز دوائی کا استعمال نہیں کرنا چاہئے کیونکہ آنکھوں کا اپنا ایک حفاظتی نظام ہوتا ہے۔اگر آنکھوں میں پانی کے چھینٹے مار لئے جائیں تو بہتر ہے۔ خاص طور پر تیز دھوپ میں آنکھوں کو سورج کی براہِ راست روشنی سے بچانے کے لئے عینک (Sun Glasses) جن کا رنگ سبز ہو، کا استعمال کرنا چاہئے۔ کیونکہ سبز رنگ دھوپ کی تمازت کو کم کرتا ہے آنکھوں کو صحت مند رکھنے کے لئے مسلسل اور زیادہ مطالعہ نہ کیا جائے۔ ٹی وی دیکھنے میں اعتدال سے کام لیا جائے اور کام کو وقفوں میں تقسیم کرنے سے آنکھوں کی صحت برقرار رہتی ہے۔

بینائی کے لئے سبزیوں کا استعمال بے حد فائدہ مند ہے۔ سبزیوں میں خاص طور پر گاجر کا استعمال انتہائی سود مند ہے گاجر کو اس میں موجود کیل سمیت استعمال کرنا بہت زیادہ فائدہ مند ہے کیونکہ اس میں ایک ایسا مادہ پایا جاتا ہے جو آنکھوں میں موجود ہوتا ہے، لہٰذا اس کا کیل باریک پیس کر کچا استعمال کیا جا سکتا ہے۔ سبزیاں اور پھل آنکھوں کے لئے بے حد مفید ہیں۔ زیادہ چکنائی اور مصالحہ دار اشیاء آنکھوں کے لئے نقصان کا باعث بنتی ہیں۔ اس کے علاوہ کیفین، سگریٹ اور کولا مشروبات بھی آنکھوں کو متاثر کرتے ہیں۔ زنک پر مشتمل اشیاء آنکھوں کے لئے مفید ہیں۔ اس کے علاوہ ایسی غذائیں جن میں وٹامن اے اور وٹامن ڈی کثیر مقدار میں موجود ہوں، آنکھوں کے لئے بہت زیادہ فائدہ مند ہوتی ہیں۔

مسلسل ٹی وی دیکھنا اور ویڈیو گیمز

کا استعمال چھوٹے بچوں میں نظر کی کمزوری کا باعث بنتا ہے۔اس کے علاوہ چھوٹے بچوں میں نظر کی کمزوری کی وجوہات میں موروثیت' ماں کا دوران حمل تمباکو نوشی' بے جا ادویات کا استعمال اور کزن میرج بھی شامل ہیں۔

آج کل آنکھوں کے جو امراض عام ہیں' ان میں بینائی کی کمزوری کے مسائل عام ہیں۔سفید موتیا' کالا موتیا اور بچوں میں بھینگا پن اور الرجی کے مسائل میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔اس کے علاوہ بڑوں میں بلڈ پریشر اور شوگر کے مابعد اثرات دیکھنے میں مل رہے ہیں۔تاہم ان سے بچاؤ کے لئے گردوغبار والی جگہوں پر جانے سے پرہیز کرنا چاہئے۔کالے موتیے کی صورت میں فوراً اپنے معالج سے رجوع کرنا چاہئے۔

موتیا آنکھوں کا ایک مرض ہے۔ اس کی دو اقسام ہیں سفید اور کالا۔سفید موتیا میں آنکھ یا نظر دھندلا جاتی ہے جب کہ کالے موتیے میں آنکھ کے زیادہ دباؤ کی وجہ سے آنکھ کے پردوں کی رگیں اور ریشے تباہ ہو جاتے ہیں۔جس سے بینائی کم ہو جاتی ہے اور کالا موتیا ہو جاتا ہے۔اس کی روک تھام کے حوالہ سے ہر قسم کی احتیاط بہت اہم ہے۔سفید موتیے کی روک تھام نہیں ہے' تاہم یہ آپریشن کے بعد ٹھیک ہو جاتا ہے۔احتیاطی طور پر 40 سال کے بعد ہر شخص کو آنکھ کا معائنہ کروانا چاہئے۔اگر خاندانی طور پر یہ مرض پایا جائے تو بار بار معالج کو نظر کا معائنہ کروانا چاہئے' کیونکہ کالے موتیے میں ضائع شدہ بینائی بحال نہیں ہوتی۔اس لئے اس سلسلہ میں بہت زیادہ احتیاط کرنا چاہئے تاکہ بروقت تشخیص کرکے آنکھ کو بڑے خطرے سے محفوظ رکھا جا سکے۔

ذیابیطس کا مرض بھی بینائی کو متاثر کرتا ہے۔اس سے آنکھوں کے پردے میں خون کی نالیوں سے چربی' پانی یا پھر خون بہہ نکلتا ہے اور پردہ کو خراب کرتا ہے۔جس کی وجہ سے بینائی کمزور ہو جاتی ہے۔ایسے مریضوں کا علاج سختی سے ذیابیطس کو کنٹرول کرکے اور لیزر شعاعوں سے آنکھ کے پردوں کو بحال کیا جا سکتا ہے۔لیکن اگر آنکھ کے اندر خون بہہ نکلے تو لیزر کام نہیں کرتا۔اس صورت میں Vitrectomy آپریشن کرنا پڑتا ہے اور اگر پردہ اپنی جگہ سے اکھڑ جائے تو اس کو فکس کرنے کے لئے علیحدہ آپریشن کرنا پڑتا ہے۔شوگر کے مریضوں کو جوانی میں ہی سفید موتیا اُتر آتا ہے۔

بلڈ پریشر بھی آنکھوں کو بہت زیادہ متاثر کرتا ہے۔اس سے آنکھ کے پردے متاثر ہوتے ہیں۔ایسے مریضوں کے خون کی نالیاں سکڑ جاتی ہیں اور باریک دھاگوں کی طرح ہو جاتی ہیں' زیادہ بلڈ پریشر کی وجہ سے یہ خون کی نالیاں پھٹ جاتی ہیں اور ان سے خون باہر نکلنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔

شوگر' بلڈ پریشر' موتیا' آنکھوں کی سوزش' آنکھ کا پردہ اپنی جگہ سے کھسک جانا' مختلف ادویات کا استعمال آنکھوں کو متاثر کرنے کا باعث بنتا ہے۔سٹیرائیڈ ہر مریض کو نقصان نہیں دیتے۔اگر مریض پہلے سے موتیا کی ابتدائی پوزیشن میں ہو تو دس دن سے زیادہ سٹیرائیڈ کا استعمال کالا موتیا کا باعث بن جاتا ہے۔اس کے علاوہ آنکھ پر چوٹ لگنا وغیرہ بھی آنکھ کو متاثر کرتا ہے۔

آشوبِ چشم آنکھوں کا ایک اہم مرض ہے جو خاص قسم کے وائرس سے ہوتا ہے۔عموماً یہ مرض گرمی اور بارش کے مکس موسم میں ہوتا ہے۔یہ مرض وبائی اور چند مریضوں کو بھی ہو سکتا ہے' کیونکہ یہ ایک متعدی مرض ہے۔تاہم احتیاطی طور پر آشوبِ چشم کے مریضوں سے ہاتھ ملانے سے' ان کے تولیہ' ادویات' آنکھ کو صاف کرنے والے ٹشو پیپر سے احتیاط کرنی چاہئے یا دوسرے لفظوں میں

ان کی اشیاء کو الگ کر دینا چاہئے۔

ایسے افراد جو کمپیوٹر، ویڈیو گیمز، سینما بینی اور ٹی وی کا زیادہ استعمال کرتے ہیں، ان کی آنکھیں سب سے زیادہ متاثر ہوتی ہیں۔ ایک رپورٹ کے مطابق امریکہ میں 75 فیصد افراد آنکھوں کے امراض میں مبتلا ہیں۔ عام حالت میں آنکھ 12 سے 14 بار جھپکی جاتی ہے۔ کمپیوٹر کے استعمال سے یہ سات بار جھپکی جاتی ہے، جس سے آنکھیں خشک ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔ اسے کمپیوٹر آئی سنڈروم کہتے ہیں۔

فضائی آلودگی، گرد و غبار اور تیز دھوپ کے آنکھ پر بُرے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ جس سے مختلف قسم کی الرجی ہو جاتی ہے، اس لئے ضروری ہے کہ صاف ستھری فضا میں رہا جائے اور دھوپ سے بچنے کے لئے دھوپ والے چشموں کا استعمال کیا جائے اور جہاں تک ممکن ہو سکے آنکھ پر پانی کے چھینٹے مارے جائیں۔

رات کو دکھائی نہ دینا اندھراتا کہلاتا ہے۔ آنکھ میں دو طرح کے خلیے ہوتے ہیں روشنی اور اندھیرے میں دیکھنے والے۔

اس مرض میں اندھیرے میں دیکھنے والے خلیات متاثر ہوتے ہیں۔ عموماً آنکھوں میں الرجی سے آنکھ کی سوزش، بناوٹ میں فرق، خارش، پانی کا بہنا، بہت زیادہ سرخی، آنکھوں کا درد کرتے رہنا جیسے عوارض لاحق ہو جاتے ہیں۔ ان سے نجات کے لئے فوراً معالج سے رابطہ کرنا چاہئے۔

☆☆☆☆

ڈولفن

☆ ڈولفن میں آوازیں سننے کی حس کتے سے تین گنا زیادہ ہوتی ہے۔ ☆ ہر ڈولفن ایک خاص قسم کی سیٹی جیسی آواز نکالتی ہے، جس طرح آدمی کسی نام سے پہچانا جاتا ہے اسی طرح آپ ڈولفن کو اس سیٹی سے پہچان سکتے ہیں۔ ☆ ڈولفن آواز سننے کے لیے اپنے جبڑے استعمال کرتی ہے۔ ☆ امریکی بحریہ ڈولفن کو زیر آب پہرہ دینے کی تربیت دے کر ان سے فوجی کام لے رہے ہیں۔ ☆ ڈولفن کبھی سوتی نہیں، اگر سو جائے تو ڈوب جائے گی۔ ☆ کروڑوں سال پہلے ڈولفنوں کی ٹانگیں تھیں اور ان کا شمار زمین کے جانوروں میں ہوتا تھا لیکن بعد میں سمندر کا جانور بن گئیں۔

زرعی انقلاب کے سنگ میل

آغا جہاں زیب

ہمارے ملک کی معیشت میں زراعت کو شروع ہی سے کلیدی اہمیت حاصل رہی ہے۔ گزشتہ دھائی میں فصلوں کا زیر کاشت رقبہ بڑھنے کے ساتھ ساتھ فی ایکڑ پیداوار میں بھی خاطر خواہ اضافہ دیکھنے میں آیا ہے۔ زرعی شعبے کی اس ترقی میں حکومتی اقدامات کا کردار نہایت اہم رہا ہے۔ محکمہ زراعت پنجاب کاشت کاروں کو فنی رہنمائی فراہم کرنے کے لئے کئی ذرائع استعمال کرتا ہے۔ مثلاً محکمہ زراعت کا شعبہ اطلاعات ٹی وی، ریڈیو اور اخبارات کے ذریعے کاشت کاروں تک زرعی پیغام پہنچاتا ہے۔ ٹی وی اور ریڈیو پر زرعی ماہرین کے انٹرویوز نشر کیے جاتے ہیں۔ ان کے تجربات سے متعلق قیمتی سوالوں کے ذریعے کاشتکاروں کو جدید ٹیکنالوجی سے آگاہ کیا جاتا ہے۔ محکمہ، اخبارات میں زرعی فیچر سروس اور پریس ریلیز کے ذریعے ہر طرح کی معلومات فراہم کر رہا ہے۔ زرعی پمفلٹ اور پیداواری منصوبے بھی محکمہ زراعت کے شعبہ زرعی اطلاعات کی شبانہ روز محنت سے کاشت کاروں تک انتہائی کم قیمت یا بالکل مفت پہنچائے جاتے ہیں۔ پوسٹروں، بینروں اور سلوگنز کے ذریعے کاشت کاروں تک پیغامات کی ترسیل کی جاتی ہے۔ محکمہ زراعت کا توسیعی عملہ گاؤں گاؤں جا کر کاشت کاروں کو مختلف فصلوں کی پیداواری ٹیکنالوجی کے بارے میں تربیت فراہم کرتا ہے۔ جس کا مقصد کاشت کاروں کو کھیتی باڑی کے جدید طریقوں سے باخبر رکھنا ہے تاکہ وہ ان پر عمل پیرا ہو کر اپنی فصلوں کی پیداوار بڑھا سکیں۔ ان اقدامات کے باوجود عصرِ حاضر میں کاشت کار بالعموم کئی بار ایسی صورتِ حال سے دو چار ہو جاتے ہیں۔ جب انہیں کسی معاملے میں مزید رہنمائی کی ضرورت پیش آتی ہے۔ اس مشکل کے حل اور کاشتکاروں کی اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے محکمہ زراعت پنجاب کی طرف سے محکمہ سے فوری رابطہ کرنے کے لئے ایک فری ہیلپ لائن ٹیلی فون سروس کا آغاز کافی عرصہ پہلے کیا جا چکا ہے۔ اس کی بدولت اب صوبہ بھر کے کاشت کار روزانہ صبح 8 تا 2 بجے دوپہر جہاں سے چاہیں بلا معاوضہ ٹیلی فون نمبر 0800-15000 پر اپنا مشورہ، مسئلہ یا سوال ریکارڈ کروا سکتے ہیں۔ اطلاع ملنے پر ان مسائل کو حل کرنے کے لئے فوراً ضروری کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ کاشت کاروں کے لئے محکمہ زراعت پنجاب کی طرف سے کچھ عرصہ قبل ایک آڈیو ٹریننگ پروگرام کا آغاز بھی کیا گیا تھا۔ جس کے تحت پنجاب کی اہم فصلوں کی پیداواری ٹیکنالوجی پر مشتمل آڈیو کیسٹس اب انتہائی کم قیمت پر ڈسٹرکٹ آفیسر زراعت یا پیسٹی سائیڈ ڈیلرز سے

دستیاب ہیں۔اس کی مدد سے کاشت کار ایک آڈیو کیسٹ خرید کر کاشت کاری کی جدید ٹیکنالوجی سے بخوبی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ ایک لمبے عرصے تک کاشت کاری کے اصولوں کو نہ صرف اپنے پاس محفوظ رکھ سکتے ہیں بلکہ ان کی آئندہ آنے والی نسلیں بھی اس سہولت سے بھرپور فائدہ اٹھاسکتی ہیں۔

چھوٹے کاشت کار جن کے پاس وسائل کی کمی ہے یا جو مالی طور پر مستحکم نہیں، کے لئے حکومت نے ون ونڈو آپریشن کے نام سے قرضوں کی سہولت کا اجراء بھی کیا ہے تا کہ وہ باآسانی اپنی زرعی ضروریات کو پورا کرسکیں اور کھیتی باڑی کے دوران انہیں کسی قسم کی دقت پیش نہ آئے۔اس کے علاوہ غیر ملاوٹ شدہ اور موثر کیڑے مار ادویات اور کھادوں کی کاشت کاروں تک باآسانی رسائی کے لئے بھی کئی قوانین ترتیب دیئے گئے ہیں۔کیڑے مار ادویات کے تاجروں کو یہ کام شروع کرنے سے پہلے تربیت دی جاتی ہے اور تربیت کا یہ کام بھی محکمہ زراعت ہی سرانجام دیتا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ جعلی زرعی ادویات فروخت کرنے والے ضمیر فروش افراد کی بیخ کنی کے لئے قوانین بھی بنائے گئے ہیں۔ایسے افراد کو پکڑنے کے لئے محکمہ زراعت کی خصوصی چھاپہ مار ٹیمیں بنائی گئی ہیں، جو مختلف علاقوں میں جاکر کھادوں اور زرعی زہروں کی چیکنگ کرتی ہیں اور ملاوٹ شدہ مال برآمد ہونے پر جرمانہ اور سزا دی جاتی ہے۔اب یہ کاشت کاروں کی ذمہ داری ہے کہ وہ ان گوناگوں سہولیات سے کماحقہٗ فائدہ اٹھائیں اور ملک کی زراعت کو اس بلندی پر لے جائیں جس کی ان سے توقع کی جاسکتی ہے۔ہمارے ملک کی زرعی ترقی کے راز انہی اصولوں میں پنہاں ہیں اور یہی اصول انشاءاللہ تعالیٰ ملک کو زرعی ضرورت میں خودکفیل بنائیں گے۔

☆☆☆☆

آب پاشی کب کریں؟

کاشت کا عمل کسی بھی موسم میں ہو پانی کی ضرورت رہتی ہے۔ہاں سردیوں میں کم اور گرمیوں میں زیادہ پانی ضرور استعمال ہوتا ہے۔مختلف فصلوں کی پانی کی ضروریات بھی مختلف ہوتی ہیں۔بعض فصلیں کم پانی میں بھی تیار ہوجاتی ہیں لیکن بعض جگہ پانی زیادہ درکار ہوتا ہے۔ملک میں کیونکہ عرصے سے پانی کی دستیابی میں کمی کا رجحان دیکھنے میں آرہا ہے۔اس کمی کو مختلف طریقوں سے پورا کیا جارہا ہے۔لیکن پھر بھی اندازے سے آبپاشی کرنا عموماً بہتر نتائج نہیں دیتا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنے کھیتوں کو روائتی طریقوں کے ساتھ ساتھ لیزر ٹیکنالوجی کے ذریعے ہموار کرکے محدود پانی سے خاطر خواہ پیداوار حاصل کریں۔ایک اندازے کے مطابق اگر کھیتوں کو لیزر ٹیکنالوجی کے ذریعے ہموار کرکے مناسب وٹ بندی کے مطابق مشینی کاشت کریں اور حقیقی ضرورت کے مطابق فصلوں کو پانی دیں تو کم از کم 6 تا 8 ملین ایکڑ فٹ پانی کی بچت کی جاسکتی ہے۔

اس کا تعین کرنے کے لئے کاشت کار بھائی عام طور پر فصل کی ظاہری حالت یا علامات سے مدد لیتے ہیں۔فصل کی ظاہری حالت میں پانی کی کمی کے پیشِ نظر پودے مرجھا جاتے ہیں۔پانی کی کمی ہونے پر پتوں کا رنگ اکثر اس کی عکاسی کردیتا ہے۔لیکن ماہرین کا خیال ہے کہ ظاہری علامات کی بنیاد پر پانی لگانے سے اکثر اوقات فصل کو کہیں نہ کہیں نقصان ضرور ہوتا ہے۔اس لئے ضروری ہے کہ کسان کسی پھاوڑے کی مدد سے جڑوں کی گہرائی کے حلقہ سے نمونہ لے کر زمین میں نمی کی مقدار کا اندازہ لگالیں۔

ماہرین کا کہنا ہے کہ جب کھیت میں نمی پچاس فیصد سے کم ہو تو فصل کو فوراً آبپاشی کرنی چاہئے۔ یہ دیکھنے کے لئے کہ زمین میں پچاس فیصد نمی ہوگئی ہے یا نہیں۔ ریتلی زمین سے مٹی کا نمونہ لے کر مٹھی میں دبائیں۔ مٹھی کھولنے پر ایک کمزور سا ڈھیلہ بنے گا جو تھوڑا سا ہاتھ ہلانے پر الگ الگ ذرات میں بٹ جائے گا۔ تو یہ بات ظاہر ہوگی کہ نمی پچاس فیصد کم ہو چکی ہے۔ اس طرح میرا زمین میں جب مٹی کا نمونہ لے کر مٹھی میں دبا کر چھوڑنے پر ڈھیلے کی شکل اختیار کرے، لیکن ڈھیلہ فوراً ٹوٹنے کے قریب ہو تو فوراً پانی لگائیں۔ فصل کو پانی لگانے کے لئے ضروری ہے کہ کاشتکار زمین کی پانی جذب کرنے کی صلاحیت سے آگاہ ہو۔ مثلاً ریتلی زمین ایک فٹ زمین کی گہرائی میں صرف ایک انچ پانی کی مقدار اپنے اندر جذب رکھ سکتی ہے۔ میرا زمین ایک فٹ زمین کی گہرائی میں اوسطاً دو انچ پانی اپنے اندر جذب رکھ سکتی ہے اور اس طرح چکنی میرا زمین اوسطاً سوا انچ پانی اپنے اندر جذب رکھ سکتی ہے اور اس زمین میں اگر زیادہ پانی دیا جائے تو جڑوں کے حلقہ سے نیچے زیر زمین پانی میں چلا جائے گا۔ جوں جوں فصل بڑھتی ہے جڑیں لمبی ہوتی چلی جاتی ہیں۔ جیسے جیسے جڑوں کی لمبائی میں اضافہ ہوتا ہے پانی کی ضرورت بھی اسی حساب سے بڑھتی رہتی ہے اور یوں بتدریج پانی کی مقدار میں بھی اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ ہمارے کاشت کار اگر مذکورہ باتوں کو ذہن میں رکھیں تو کم پانی سے زیادہ اور بہتر پیداوار لی جا سکتی ہے۔

☆☆☆☆

کاشت کاروں کی مشکلات کو حل کرنے کے لئے محکمہ زراعت پنجاب کی طرف سے محکمہ سے فوری رابطہ کرنے کے لئے ایک فری ہیلپ لائن ٹیلی فون سروس کا آغاز کافی عرصہ پہلے کیا جا چکا ہے۔ اس کی بدولت اب صوبہ بھر کے کاشت کار روزانہ صبح 8 تا 2 بجے دوپہر تک جہاں سے چاہیں بلا معاوضہ ٹیلی فون نمبر 15000-0800 پر اپنا مشورہ، مسئلہ یا سوال ریکارڈ کروا سکتے ہیں۔ اطلاع ملنے پر ان مسائل کو حل کرنے کے لئے فوراً ضروری کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

بشیر رحمانی

اپنے استاد کا کہا مانو

اپنے استاد کا کہا مانو
اُس کی ہر بات سچ جانو
علم کی روشنی بھی دیتا ہے
وہ عمل کی خُوشی بھی دیتا ہے
اُس کی خدمت ہے فرض انجانو
اپنے اُستاد کا کہا مانو
پڑھنا لکھنا ہمیں سکھاتا ہے
زندگی کیا ہے وہ بتاتا ہے
اُس کے طرزِ عمل کو پہچانو
اپنے اُستاد کا کہا مانو
ہر طرف احترام ہے اُس کا
سب سے اُونچا مقام ہے اُس کا
عقل وہ دے رہا ہے نادانو
اپنے اُستاد کا کہا مانو

تاج انصاری

پاک وطن

چاند سا پاک وطن ہے میرا
جیسے ہو سورج کا سویرا
نہریں ہیں جنت کا منظر
جب جب چمکیں تارے امبر
دُور ہیں سب غم، دُور اندھیرا
چاند سا پاک وطن ہے میرا
صحرا، پربت گاتے ہیں سب
جھوم کے بادل آتے ہیں جب
خوشیوں نے ڈالا ہے ڈیرا
چاند سا پاک وطن ہے میرا
پھول کھلے ہیں ڈالی ڈالی
قائد ہے اس باغ کا مالی
دشمن کا ہو دُور بسیرا
چاند سا پاک وطن ہے میرا

بچوں پر والدین کے اختلافات کے اثرات

میاں غلام رسول

شادی کا بندھن ایک ایسے رشتے کا نام ہے جو نہ صرف محبت کی بنیادوں پر قائم رہ سکتا ہے بلکہ اولاد کے پیدا ہونے کے بعد جب یہ رشتہ ماں باپ کے روپ میں ڈھلتا ہے تو بچوں کے لئے رحمت کا سایہ ثابت ہوتا ہے مگر اس دوران میاں بیوی کے درمیان محبت کی بجائے اگر اختلافات پیدا ہونے لگیں اور چھوٹی چھوٹی باتوں پر لڑائی جھگڑے ہونے لگیں تو پھر دونوں خاندانوں سمیت میاں بیوی کے درمیان نفرتوں کے پہاڑ کھڑے ہونے لگتے ہیں۔ پھر ان اختلافات کی رسہ کشی میں معصوم بچے ظلم وزیادتی، بے انصافی اور بے توجہی کا شکار ہونے لگتے ہیں۔ جس کے نتیجے میں دونوں خاندانوں کا ضدی پن اور معمولی جھگڑے ان بچوں پر بہت بُرا اثر چھوڑتے ہیں۔ بچے من مانیوں پر اُتر آتے ہیں۔ غلط ہاتھوں میں جانے لگتے ہیں اور اپنے بڑوں کے احترام کو بھولنے لگتے ہیں۔

دوسرا اثر ان بچوں پر طلاق کی صورت میں وارد ہوتا ہے جو دونوں خاندانوں اور بچوں کے لئے بربادی کا باعث ثابت ہوتا ہے۔ دیکھنے میں آیا ہے کہ سارے مرد حضرات کے بیوی کے ساتھ اختلافات اور پھر بعد میں طلاق کی وجوہات ساس، سالیاں اور سُسر ہوتے ہیں کہ وہ مرد اپنی بیوی کو اپنے خاندان کے اصولوں کے مطابق نہیں رکھ سکتا۔ اس موقع پر بیوی بھی نہیں سوچتی کہ آخر شوہر میرا مجازی خدا ہے کہ مجھے اس کا ساتھ دینا چاہیئے اگر یہ کسی وقت غلطی پر بھی ہو تو اس کی غلطی پر پردہ ڈالنا چاہیئے۔ لیکن ایسا بہت کم ہوتا ہے۔ چند ایک بیویاں شوہر کی پاسداری میں تمام تلخیاں بھلا کر اپنی اولاد کے مستقبل کی خاطر ساتھ دیتی ہیں۔ دوسری طرف اکثر بیویوں کو یہ شکایت لاحق ہوتی ہے کہ ساس، نند، سُسر، دیور، جیٹھ وغیرہ ان کے شوہروں کو بیویوں کے خلاف غلط پٹیاں پڑھاتے ہیں کہ یہ لڑتے جھگڑتے رہیں اور تماشا بنا رہے۔ حالانکہ ایسا بہت کم ہوتا ہے، عورتوں کو ایسی سوچ نہیں رکھنی چاہیئے۔ اصل میں شادی کے پہلے دن ہی شوہر کو چاہیئے کہ وہ اپنے سارے خاندان کو کہہ دے کہ وہ اس کی بیوی کی اس کے سامنے چغلی نہ کریں اور اس کے خاندان کو اس کے سامنے بُرا بھلا نہ کہیں اور یہی فقرات بیوی اپنے ماں باپ کو کہہ دے اور اپنے دل میں گھر بسانے کا تہیہ کر لے تو شادی کے بعد کبھی اختلافات پیدا ہو ہی نہیں سکتے۔ لیکن یہ سب کچھ ہوتا ہے نہ عملاً ہو سکتا ہے کیونکہ آج کل کے جدید دور میں عورت یہ بھول گئی ہے کہ اسے اپنے ماں باپ کا گھر چھوڑ کر سسرال میں آ کر شوہر کے ساتھ کیسے رہنا ہے اور سسرالی رشتہ داروں کے دل میں کیسے جگہ بنانی ہے۔ یہ صلاحیتیں عورت میں

ہونی چاہئیں لیکن ایسا بھی بہت کم ہوتا ہے کیونکہ آج کل کی عورت تعلیم یافتہ ہونے کے باوجود اسلام کے بتائے ہوئے خاندان کے متعلق اصولوں پر عمل پیرا ہونے کی بجائے اُلٹا شوہر پر اپنی حکومت جمانے کے لئے سوچتی رہتی ہے اور یہ بھول جاتی ہے کہ ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مردوں کو عورتوں پر قوام (بنیاد، ضمیر، اصلیت) بنایا گیا ہے۔ بیوی یہ سمجھ لے کہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق اپنے شوہر کی عزت کروں جیسا کہ آپؐ نے فرمایا کہ اللہ کے سوا کسی اور کو سجدہ جائز ہوتا تو میں بیوی کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ میاں بیوی کے درمیان اختلافات اس وقت ختم ہو سکتے ہیں۔ جب بیوی یہ سمجھ لے کہ میں ایک ماں بھی ہوں اور ماں کی حیثیت سے بچوں کی پرورش میرا اولین فرض ہے۔ جس طرح اس کی ماں نے اسے پالا پوسا، پڑھایا لکھایا اور جوان کیا اور پھر اس کی شادی کروائی۔ اسی طرح وہ اپنے بچوں کو تربیت دینے کے لئے شوہر کے گھر کو بسائے تو کبھی اختلافات اور طلاق ہو ہی نہیں سکتی۔ اگر یہ سلسلہ اختلافات ہی میں رہے تو پھر یہ بچے کسمپرسی اور افسردگی کی حالت میں مغموم نظر آتے ہیں۔ جن کی مائیں ان سے جدا ہو جائیں خواہ طلاق کی صورت میں یا مر کر، یا باپ کا سایہ رحمت مر کر اُٹھ جائے یا زندہ ہونے کے باوجود طلاق کی صورت میں جدائی کا شکار ہو جائیں تو یہ بچے دن رات محنتِ شاقہ سے اپنا مستقبل سنوارنے کی جدوجہد کرتے ہیں۔ اگر ان سب حالات کے پیش نظر طلاق کے سوا کوئی چارہ نہ ہو تو بچوں کی کفالت اچھی طرح نہیں ہو سکتی کیونکہ عورت بوجھ اُٹھانے کے قابل نہیں ہوتی، نہ اس کا دوسرا شوہر پہلے بچوں کو اچھا جان سکتا ہے اور نہ ہی دوسرے شوہر سے پیدا ہونے والے بچے پہلے بچوں کو اپنے برابر سمجھتے ہیں۔ لیکن ماں اس کے باوجود بھی خیال کرتی ہے کہ بچے اگر شوہر کے پاس رہیں تو ممکن ہے کہ غلط ہاتھوں میں پہنچ کر بگاڑ کا شکار ہو جائیں، کیونکہ حقیقی ماں کے بغیر بچے سوتیلی ماں کی آنکھوں کا خار بن جائیں گے۔ مگر یہ بات درست ہے کہ بچے حقیقی ماں کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہوتے ہیں۔ طلاق کے بعد بچے ذلیل ہو جاتے ہیں اور زندگی جہنم بن کر رہ جاتی ہے۔ سوتیلی ماں اور سوتیلا باپ نہیں چاہتے کہ یہ بچے تعلیم یافتہ ہوں اور ان کا مستقبل روشن ہو۔ ان سب مسائل سے بچنے کے لئے میاں بیوی کو چاہیے کہ جب ان کے بچے ہو جائیں تو وہ اپنے آپ کو میاں بیوی کم اور ماں باپ زیادہ سمجھیں اور اگر بحیثیت میاں بیوی ان کے اختلافات ہوں بھی تو ان کو بالائے طاق رکھتے ہوئے بچوں کی خاطر طلاق کی نوبت نہ آنے دیں اور اپنا گھر بسائے رکھیں۔

☆☆☆☆

غلطی کا انجام

فریال خان

آپ نے مری کا نام تو سنا ہوگا۔ یہ کہانی اصلی واقعہ ہے جو مری شہر میں ہوا تھا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ مری شہر میں ایک فیملی رہتی تھی جو بہت خوشحال تھی، بہت ہی اچھے مزاج کے لوگ تھے۔ کبھی کسی سے لڑائی جھگڑا نہیں کرتے تھے اور ہمیشہ لوگوں کا ساتھ دیتے تھے۔ ان کے ساتھ یہ واقعہ ہوا کہ جب یہ لوگ مری شفٹ ہوئے تو انہوں نے اپنا گھر ایسی جگہ پر لیا جہاں کچھ سال پہلے جنوں کا راج ہوتا تھا۔ ان کی فیملی دو میاں بیوی اور دو بچوں پر مشتمل تھی ایک لڑکا اور ایک لڑکی۔ لڑکے کا نام سنی اور لڑکی کا نام سحر تھا۔ لڑکا ابھی چھٹی جماعت میں پڑھتا تھا جبکہ لڑکی ایف اے کا امتحان دے چکی تھی۔ وہ ہمیشہ اچھے نمبروں سے پاس ہوتی تھی اور لڑکا بھی ہمیشہ اپنی کلاس میں اول آتا تھا۔ جب سنی کی بہن کا رزلٹ آیا تو ان کی آنٹی نے ان کی امی سے کہا کہ اب آپ کی بیٹی بڑی ہو چکی ہے، میں اپنے بیٹے کا رشتہ آپ کے پاس لے کر آئی ہوں تو ان کے ماں باپ نے رشتہ قبول کر کے ہاں کر دی۔ گھر میں شادی کی تیاریاں شروع ہو گئیں۔ اتنے میں بھائی کے امتحان بھی آ گئے تو سنی سارا دن امتحان کی تیاری کرتا رہتا۔ آہستہ آہستہ مہمان بھی آنے لگے۔ سحر کے جہیز رکھنے کی جگہ کم ہو ہی تھی اور دوسرے شور بہت ہوتا تھا جس کی وجہ سے سنی پڑھ نہیں پا رہا تھا تو انہوں نے مشورہ کر کے اپنے گھر کے باہر والا درخت کٹوا کر اس کی جگہ ایک لکڑی کا کمرہ بنا دیا جس وقت انہوں نے وہ درخت کٹوایا اس وقت اُس جگہ جن کے بچے کھیل رہے تھے۔ درخت کاٹنے کی وجہ سے جن کے بچوں کو بہت چوٹ آئی تھی تو جنوں نے مل کر فیصلہ کیا کہ ہم سب مل کر ان کے بچوں کو بھی ماریں گے۔

کچھ دنوں بعد مہمان زیادہ آ گئے جس طرح شادی کی تاریخ پاس آتی گئی مہمان اتنے زیادہ آتے گئے، جس کی وجہ سے شور بہت زیادہ ہوتا تھا اور سنی کو پڑھنے میں تکلیف ہوتی تھی۔ تو وہ اپنے امی ابو سے پوچھ کر اپنی بہن کے جہیز والے کمرے میں پڑھنے چلا گیا اور سارا دن پڑھتا رہا۔ اگلے دن جب سنی پڑھنے کے لئے اس کمرے میں گیا تو اس نے دیکھا کہ چاروں طرف جن بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ یہ دیکھ کر خوف کے مارے بے ہوش ہو گیا۔ بہت دیر بعد جب ان کی نوکرانی صفائی کرنے کے لئے اندر داخل ہوئی تو اس نے دیکھا کہ سنی بغیر کسی رسی کے چھت سے لٹکا ہوا تھا۔ نوکرانی یہ سب کچھ دیکھ کر بے ہوش ہو گئی۔ جب اس کی آنکھ کھلی تو اس نے دیکھا کہ سنی اس کے سامنے کھڑا ہے۔ اس نے کہا تم تو وہاں لٹکے ہوئے تھے تو سنی نے کہا تم پاگل تو نہیں ہو گئی، یہ تم کیا کہہ رہی ہو۔ یہ کہہ کر وہ اپنے کمرے میں چلا

بجپا کہ جب اس کے ماں باپ نے اپنی نوکرانی سے پوچھا کہ یہ تم کیا کہانی سنا رہی ہو تو اس نے کہا یہ جو میں نے آپ کو کہا ہے یہ ضرور ہو کر رہے گا۔ انہیں بہت غصہ آیا اور انہوں نے اس کو نکال دیا۔ کچھ دنوں بعد جب سنی واپس اس کمرے میں گیا تو اس نے جنوں کو اور وہ سب کچھ دیکھا جو نوکرانی نے کہا تھا۔ خوف کے مارے اس کا دم وہیں نکل گیا اور وہ مر گیا۔ جہاں شادی کی خوشیاں تھیں وہاں اب رونے کی آوازوں کے سوا کچھ نہ تھا۔ بہت دن گزر گئے تو اس کی ماں نے سحر سے کہا کہ تم جاؤ اس کمرے کی صفائی کر کے آؤ۔ جب وہ اس کمرے سے نکلی تو الٹی سیدھی حرکتیں کرنے لگی۔ کبھی وہ اپنا ہاتھ کاٹ لیتی، کبھی اپنے ماں باپ کا جسم کاٹتی تھی۔ اس کا باپ بہت پریشان ہو گیا اور وہ بیٹی کو جنوں کے سحر سے نکالنے کے لئے پیر کو بلانے چلا گیا۔ جب وہ پیر کو لینے گئے تب تک بہت دیر ہو چکی تھی، جیسے ہی اس کا ابو باہر پیر کو لینے گیا تو جنوں نے حملہ کر دیا اور سحر اور اس کی امی دونوں کو مار دیا۔ اب اس کے ابو ہی تھے جو بچے ہوئے تھے اور اب ان کی باری تھی۔ جب وہ لاہور سے واپس آ رہے تھے تو ان کی گاڑی کا ایکسیڈنٹ ہو گیا۔ اس طرح وہ بھی مارے گئے۔ چنانچہ جنوں نے اپنے بچوں کی چوٹوں کا بدلہ پورے خاندان سے لے لیا۔

اس کہانی سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ کسی بھی حال میں کسی سے زیادتی نہیں کرنی چاہئے کیونکہ جنوں کے بسیرے والے درخت کو کٹوا کر سنی اور سحر کے امی ابو نے غلطی کی۔ جس کی وجہ سے جنوں کے بچے زخمی ہو گئے۔ اس طرح ان کو بدلہ لینے کا موقع مل گیا۔ ویسے ہم سب کو دوسروں کی غلطیاں معاف کر دینی چاہئیں کیونکہ خدا تعالیٰ معاف کرنے کے عمل کو پسند فرماتے ہیں۔

ارشادِ قائد

میری دلی تمنا ہے کہ پاکستانی اشیاء معیار اور کوالٹی کے اعتبار سے دنیا کی تمام منڈیوں میں ایک علامت ایک نمونہ اور ایک مثال کی حیثیت میں جانی پہچانی جائیں۔ خدا کرے لفظ پاکستان مال کی عمدگی اور معیار کی علامت بن جائے۔

(چیمبر آف کامرس کراچی ۲۷ اپریل ۱۹۴۸ء)

سزا

نوال

یہ کہانی ایک عورت کے بارے میں ہے جو بہت دُکھی ہے اسے کسی سہارے کی ضرورت تھی مگر کسی نے اس کا سہارا چھین لیا۔ ہمارے معاشرے میں مردوں کو سارے حقوق حاصل ہوتے ہیں مگر عورتیں جو بچی ہوتی ہیں وہ جھوٹی کہلائی جاتی ہیں۔ عورت کمزور چیز ہوتی ہے' کچھ کرنا چاہے تو نہیں کر سکتی۔ اس کہانی کے بعد پتہ چلے گا کہ عورتیں واقعی کچھ نہیں کر سکتیں۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ بغداد سے ایک فیملی آئی وہ لوگ کراچی شفٹ ہوئے' وہ یہاں کرائے پر رہتے تھے۔ وہ کراچی میں کسی کو نہیں جانتے تھے۔ بعد میں انہوں نے لاہور اپنا گھر بنالیا۔ وہاں ان کے گھر پیاری سی دو بیٹیاں ہوئیں۔ بڑی کا نام عائشہ اور چھوٹی کا نام سمیرا رکھا گیا۔ عائشہ کافی لائق لڑکی تھی مگر سمیرا کا دماغ ذرا کمزور تھا مگر ان کی والدہ نے دونوں بہنوں کو سارے گھر کے کام سکھائے۔ سمیرا صرف پڑھ نہ سکی ورنہ وہ خوبصورت اور سلیقہ مند تھی۔ سمیرا کی شادی چھوٹی سی عمر میں کر دی گئی۔ لڑکا کسی اور لڑکی کو پسند کرتا تھا مگر ماں باپ نے واسطہ دیا تھا کہ شادی کے بعد تم جو مرضی آئے کرنا مگر اب ہماری عزت کا خیال رکھو۔ بیٹا ماں باپ کی بات مان گیا اور وہ لوگ سارے رسم و رواج کے ساتھ شادی کر کے لڑکی کو لے آئے۔ شادی کے بعد ابھی سمیرا کے ہاتھوں کی مہندی بھی نہیں اتری تھی کہ اس کی ساس اور سب گھر والوں نے اس کے ساتھ بُرا سلوک شروع کر دیا۔ اس کے ساتھ دیور اور تین نندیں اور تین جیٹھانیاں تھیں۔ اتنے لوگوں کے سارے کام وہی کرتی پھر جب اس کے گھر بچہ ہونے والا تھا' تب بھی ساس کام کرواتی رہی۔ ایک دن سمیرا نے اپنا میاں جس کا نام نعیم تھا سے کہا کہ میرے ساتھ یہاں اتنا برا سلوک ہو رہا ہے اور تم دلچسپی ہی نہیں لیتے۔ نعیم نے کہا میں نے تمہیں کبھی بیوی سمجھا ہی نہیں۔ میں تو اور کسی سے پیار کرتا تھا تم ہمارے درمیان رکاوٹ بن گئی ہو۔ میں تمہیں کبھی بیوی کا پیار نہیں دوں گا۔ تم اس گھر کی نوکرانی ہو' یہ کہہ کر وہ چلا گیا اور سمیرا روتی رہ گئی۔

کچھ عرصہ بعد سمیرا کے گھر بیٹی پیدا ہوئی جب اس کے سسرال فون کیا تو بچی کی دادی' پھوپھیاں اور تائی ایسے رو رہی تھیں جیسے کوئی مر گیا ہو۔ ان میں سے کوئی بھی نہ آیا۔ سمیرا نے اپنی بچی کا نام آمنہ رکھا۔ آمنہ کا باپ تین دن بعد بچی کو دیکھنے آیا۔ اس نے بھی شکوہ کیا کہ بیٹا کیوں نہیں ہوا۔ بیٹی کیوں ہو گئی مگر یہ تو صرف بہانہ تھا' سمیرا کو تنگ کرنے کا۔ وہ ہسپتال سے میکے آ گئی اور کچھ عرصہ بعد دوبارہ سسرال خود ہی چلی گئی۔ اب بچی سارا دن دودھ کے لئے روتی رہتی اور سمیرا کو اجازت نہ ملتی کہ وہ گھر کے کام چھوڑ کر بیٹی کو گود میں لے لے۔ سمیرا آخر ماں تھی کب تک برداشت کرتی اس نے احتجاج کیا تو نعیم نے اسے طلاق دے دی اور دونوں ماں بیٹی کو گھر سے نکال دیا اور جہیز واپس نہ کیا۔

اب وہ تو اپنے گھر عیش کر رہا ہے اور سمیرا اپنی بیٹی کے ساتھ اکیلی ہے۔ اگر سمیرا کے ماں باپ اسے سہارا نہ دیتے تو وہ کہاں جاتی۔ آج آمنہ چودہ سال کی ہو گئی ہے' اسے معلوم نہیں کہ باپ کی شفقت کیا ہوتی ہے' اس معصوم کا کیا قصور ہے؟

اگر ہم اپنے گرد و پیش پر نظر دوڑائیں تو سمیرا اور آمنہ جیسی کئی مظلوم عورتیں اور لڑکیاں نظر آئیں گی جو کسی اور کے کئے کی سزا بھگت رہی ہیں۔ والدین کو چاہئے کہ اگر ان کا بیٹا اپنی پسند کی شادی کرنا چاہتا ہے تو اس پر اپنی مرضی نہ ٹھونسیں تاکہ سمیرا جیسی کسی اور لڑکی کی زندگی برباد نہ ہو۔ آمنہ جیسی کوئی اور بچی باپ کے پیار اور شفقت کے لئے تڑپتی نہ رہے۔

لطائف

مبین یونس

☆ دکاندار: دیکھئے صاحب ہماری دکان کی بنی ہوئی چھتری سال ہا سال خراب نہیں ہوسکتی، بشرطیکہ آپ اسے دھوپ اور پانی سے بچا کر رکھیں۔

☆☆☆☆

☆ ایک بڑھیا سڑک پار کر رہی تھی کہ اچانک اس کا پیر کیلے کے چھلکے پر پڑ گیا اور وہ گر پڑی۔ ایک نوجوان نے دیکھ کر اسے اٹھایا۔ بڑھیا نے اسے دعا دیتے ہوئے کہا۔ اللہ تیرا بھلا کرے بیٹا آج تُو نے مجھ کو جس طرح اٹھایا ہے اللہ تجھے بھی اٹھالے۔

☆☆☆☆

☆ ایک عورت کار لے کر سروس سٹیشن پر پہنچی۔ کار پر ڈینٹ پڑے ہوئے تھے۔ اس نے لڑکے سے پوچھا یہاں کاریں دھوئی جاتی ہیں۔

☆☆☆☆

لڑکے نے جواب دیا۔ ہاں یہاں کاریں دھوئی جاتی ہیں مگر استری نہیں کی جاتیں۔

☆☆☆☆

☆ استاد: رشید بتاؤ سومنات کا مندر کس نے توڑا؟

رشید: ماسٹر صاحب میں نے نہیں توڑا۔

استاد: عمران، سومنات کا مندر کس نے توڑا؟

عمران: سر خدا کی قسم میں نے نہیں توڑا۔

استاد صاحب رشید اور عمران کو لے کر ہیڈ ماسٹر کے پاس گئے اور کہا کہ ان دونوں کو یہ بھی نہیں معلوم کہ سومنات کا مندر کس نے توڑا۔

ہیڈ ماسٹر: میں کچھ نہیں جانتا، میں تو تمہاری تنخواہ سے پیسے کاٹوں گا۔

☆☆☆☆

☆ ایک راہ گیر سائیکل سوار سے ٹکرا کر گر پڑا، سائیکل سوار نے اسے اٹھاتے ہوئے کہا یار تم بڑے خوش نصیب ہو۔

راہ گیر غصے سے بولا: ایک تو ٹکر ماری اور اوپر سے مذاق کرتے ہو۔

سائیکل سوار نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ دراصل میں ٹرک ڈرائیور ہوں تم خوش نصیب ہو کہ آج میں سائیکل پر سوار تھا۔

☆☆☆☆

☆ تمہیں اس ایجاد کا نام معلوم ہے جس کے ذریعے موٹی سے موٹی دیوار کے دوسری طرف آسانی سے دیکھا جاسکتا ہے؟

نہیں! کیا نام ہے اس ایجاد کا؟

''کھڑکی''

☆☆☆☆

ہماری دستاویزی فلمیں

نمبر شمار	نام	دورانیہ	نمبر شمار	نام	دورانیہ
1	علامہ اقبال 35MM/VHS(بلیک اینڈ وائٹ)	30منٹ	18	مرزا غالب (اردو) 35MM/VHS	80منٹ
2	آرکیٹکچر ان پاکستان 35MM/VHS	20منٹ	19	پاکستان پاسٹ اینڈ پریزنٹ (انگلش) 35MM/VHS	30منٹ
3	آرٹ اِن پاکستان (انگلش) 35MM/VHS(بلیک اینڈ وائٹ)	30منٹ	20	پاکستان۔اے پورٹریٹ (انگلش) VHS/U.MATIC.35MM	30منٹ
4	برتھ آف پاکستان (انگلش) 35MM/VHS(بلیک اینڈ وائٹ)	30منٹ	21	کارپٹس (اردو) 35MM	20منٹ
5	کلچرل ہیریٹیج آف پاکستان (اردو) 35MM/Betacam	20منٹ	22	پی ایم اے کاکول (اردو) 35MM/U.Matic	30منٹ
6	چلڈرن آف پاکستان 35MM/VHS/U.Matic	20منٹ	23	پاکستان پینوراما (اردو، انگلش، عربی) 35MM/U.Matic	20منٹ
7	کری ایٹو ہینڈز (انگلش) 35MM/U.Matic	30منٹ	24	ویلی آف سوات (اردو) 35MM	20منٹ
8	گندھارا آرٹ (انگلش) 35MM/U.Matic	20منٹ	25	پاکستان سٹوری (اردو) VHS/35MM	70منٹ
9	گریٹ ماؤنٹین پاسز ان پاکستان (انگلش) 35MM	20منٹ	26	پاکستان لینڈ اینڈ اِٹس پیپلز (انگلش) 35MM	30منٹ
10	گرین ٹرٹل ان پاکستان (اردو، انگلش) 35MM/VHS/U.Matic	10منٹ	27	پاکستان پرامزنگ لینڈ (انگلش) 35MM/U.Matic	50منٹ
11	جرنی تھرو پاکستان (اردو، انگلش) 35MM	20منٹ	28	قائداعظمؒ (اردو) 35MM/VHS	30منٹ
12	لکس ان پاکستان (اردو) 35MM	30منٹ	29	سوہنی دھرتی۔پاکستان (انگلش) 35MM/VHS/U.Matic	30منٹ
13	مونومنٹس آف پاکستان (اردو) 35MM/VHS	20منٹ	30	سینک بیوٹی آف پاکستان (اردو) 35MM	20منٹ
14	موہن جوڈرو (انگلش) 35MM	20منٹ	31	انڈس۔دی ریور آف ہسٹری (اردو) 35MM	20منٹ
15	مائنارٹیز ان پاکستان (انگلش، اردو) 35MM/UHS/U.Matic	20منٹ	32	انڈسٹریل گروتھ آف پاکستان 35MM	20منٹ
16	میرج کسٹمز 35MM/VHS	20منٹ	33	ناردرن ایریاز (انگلش) 35MM	30منٹ
17	وائلڈ لائف ان پاکستان (اردو) 35MM	30منٹ	34	جیم اینڈ جیولری (انگلش) 35MM/VHS/U.Matic	20منٹ

رابطہ برائے خریداری

مینیجر: ڈائریکٹوریٹ جنرل آف فلمز اینڈ پبلی کیشنز پی۔ایف بلڈنگ زیرو پوائنٹ اسلام آباد۔ پاکستان: فون 051-9202776 فیکس: 051-9206828

ہماری مطبوعات

نمبر شمار	مطبوعات	زبان	قیمت پاکستانی روپے	قیمت امریکی ڈالر
1	قائداعظم محمد علی جناحؒ خطبات اور ارشادات بطور گورنر جنرل 1947ء تا 1948ء (مجلد)	انگریزی	=/150	$-05
2	قائداعظم محمد علی جناحؒ خطبات اور ارشادات بطور گورنر جنرل 1947ء تا 1948ء (پیپر بیک)	انگریزی	=/95	$-04
3	قائداعظم محمد علی جناحؒ خطبات اور ارشادات بطور گورنر جنرل 1947ء تا 1948ء (پیپر بیک)	اردو	=/95	$-04
4	قائداعظم محمد علی جناحؒ (تصویری البم) 1876ء تا 1948ء (مجلد)	انگریزی	=/425	$-17
5	قائداعظم محمد علی جناحؒ (تصویری البم) 1876ء تا 1948ء (پیپر بیک)	انگریزی	=/350	$-17
6	اقوالِ قائدؒ (مجلد/ پیپر بیک)	انگریزی	=/50	$-03
7	جناحؒ اور ان کا دور (از عزیز بیگ)	انگریزی	=/250	$-10
8	پاکستان۔ فرام ماؤنٹینز ٹو سی (از محمد امین۔ ڈنکن ویلٹس۔ گراہم ہینکاک)	انگریزی	=/650	$-20
9	پاکستان۔ چینی مصوروں کی نظر میں (ین ینگ اینڈ ژو ہوا)	انگریزی، عربی، فرانسیسی، چینی	=/500	$-20
10	پاکستان۔ ہینڈی کرافٹس	انگریزی	=/100	$-04
11	پاکستان کرونولوجی 1947ء تا 2001ء (چھ جلدیں)	انگریزی	=/450	$-17
12	پاکستان کرونولوجی 1947ء تا 2001ء (پیپر بیک) (چھ جلدیں)	انگریزی	=/400	$-15
13	مسلم آرٹ اینڈ ہیریٹیج آف پاکستان (از ڈاکٹر اے ایچ دانی)	انگریزی	=/100	$-04
14	گندھارا آرٹ ان پاکستان (از ڈاکٹر اے ایچ دانی)	انگریزی	=/100	$-04
15	وحدتِ افکار (علاقائی شاعری سے انتخاب)	اردو	=/100	$-04
16	اسلامی معاشرتی اقدار	اردو	=/15	$-01
17	پاکستان پکٹوریل (دوماہی)	انگریزی	=/40 فی شمارہ =/200 سالانہ	$-35 سالانہ
18	المصورہ (دوماہی)	عربی	=/40 فی شمارہ =/200 سالانہ	$-35 سالانہ
19	سروش	فارسی	=/15 فی شمارہ =/150 سالانہ	$-20 سالانہ
20	ماہِ نو (ماہنامہ)	اردو	=/10 فی شمارہ =/100 سالانہ	$-15 سالانہ

رابطہ برائے خریداری

مینیجر: ڈائریکٹوریٹ جنرل آف فلمز اینڈ پبلی کیشنز بی۔ ایف بلڈنگ زیرو پوائنٹ، اسلام آباد۔ پاکستان: فون 051-9202776 فیکس: 051-9206828